الصدیقہ

لجنہ اماء اللہ کا علمی، تعلیمی و تربیتی مجلہ

شمارہ نمبر 27

2024ء

خصوصی شمارہ ”امن“

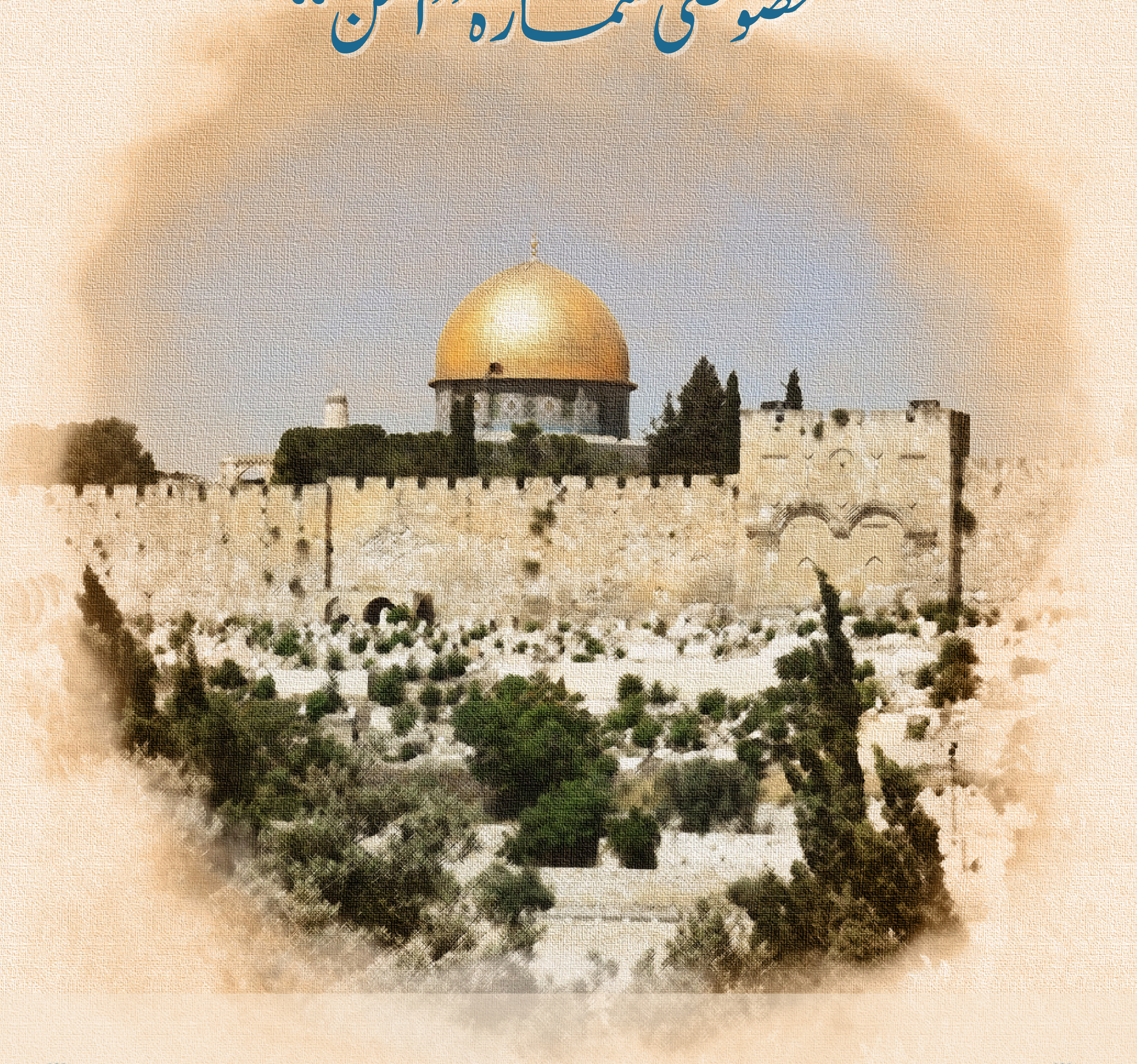

”امن کا قیام انصاف کے بغیر ناممکن ہے۔“

حضرت سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قیامِ امن عالم کے حوالے سے افراد جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”...ہم احمدی کمزور ہیں۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دولت نہیں ہے۔ ہمارے پاس حکومت نہیں ہے۔ لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آنے والے مسیح ومہدی کو مان لیا ہے۔ جس سے اب دنیا کا امن اور سلامتی وابستہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرنے سے قائم ہوگا۔ دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰/ جون ۲۰۱۷ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

02 فرمانِ الٰہی

03 فرمانِ رسولؐ

04 فرمان امام الزّماںؑ

05 فرمانِ خلافت

06 اداریہ

07 سرکلر از تبشیر شعبہ تربیت

37 بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین

38 انصاف اور امن

41 خلافت کے ہیں رکھوالے اُسی کا مان رکھتے ہیں

42 اسلام میں جنگ کے اصول

43 نظم، قیام امن کے لیے کی جانے والی چند نصائح

44 اسلامی جہاد

46 ناصرات اردو سیکشن

48 ایک احمدی بچی کی دعا

49 خصوصی دعاؤں کی تحریک

زیر نگرانی

صدر لجنہ اماءاللہ فرانس: مکرمہ امینا تاتورے

با اہتمام شعبہ اشاعت

نیشنل سیکریٹری اشاعت: مکرمہ زہرہ حسنین

مدیرہ حصّہ اردو: مکرمہ سعیدہ سعید

نائب مدیرہ حصّہ اردو: مکرمہ آصفہ بدر

پروف ریڈنگ: مکرمہ راشدہ بدر، مکرمہ آصفہ بدر

کمپوزنگ: مکرمہ آصفہ بدر، مکرمہ رغیبہ اُسامہ

پرنٹنگ: مکرمہ آئسا تابا

سرورق و ڈیزائنگ: مکرمہ ادیبہ علیم، مکرمہ امۃ الصبوح، مکرمہ آصفہ بدر، مکرمہ عائشہ بلال، مکرمہ خافیہ اکرم، مکرمہ خولہ رشید

Association Ahmadiyya Muslim France
Lajna Imaillah France
@lajnafrance

Masjid Moubarak
52-54 Rue Louis et Gérald Donzelle
95390 Saint-Prix

فرمانِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿١٩١﴾

”اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

(سورۃ البقرہ آیت ۱۹۱)

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کو روانہ کرتے وقت) فرمایا:
”تم لوگ اللہ کے نام سے، اللہ کی تائید اور توفیق کے ساتھ، اللہ کے رسول کے دین پر جاؤ اور بوڑھوں کو جو مرنے والے ہوں نہ مارنا، نہ بچوں کو، نہ چھوٹے لڑکوں کو، اور نہ ہی عورتوں کو، اور غنیمت میں خیانت نہ کرنا، اور غنیمت کے مال کو اکٹھا کر لینا، صلح کرنا اور نیکی کرنا، اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

(سنن ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی دعاء المشرکین)

آنحضرت ﷺ تو باقاعدہ جنگوں میں بھی یہ حکم فرماتے تھے کہ
”کسی بچے، بوڑھے، عورت اور مذہبی شخص کو جو براہ راست جنگ میں ملوث نہیں ہے، قتل نہیں کرنا۔“

(سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فی دعا المشرکین حدیث ۲۶۱۴)

فرمان امام الزّماںؑ

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم۔۔۔ امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا۔۔۔۔۔۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔‘‘

(حقیقۃالوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۹)

فرمانِ خلافت

”یہ بات ہے کہ اسرائیل اگر ظلم کرے گا تو اس ظلم کے بدلے میں اس سے زمین چھینی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لکھا ہے، دو دفع واقع ہو چکا ہے تیسری دفع نہیں ہو گا۔ لیکن چھینی کسی جنگ سے نہیں جائے گی، تسلیم کریں نہ کریں مسلمانوں کو اپنی حالت بہتر کرنی ہو گی۔ دُعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے سے، اپنی حالتوں کو بدلنے سے اللہ تعالیٰ اسرائیل پر غلبہ دے گا اور وہ کسی جنگ کے ذریعہ سے نہیں ہو گا۔ اب مسلمان اگر اپنی حالتیں بدل لیں اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں تو وہ چاہے اسرائیل کو تسلیم کریں نہ کریں ان پر غلبہ آجاتا ہے۔(..) ہاں احمدیوں کا کام ہے کہ دعا کے ذریعہ سے، کیونکہ احمدی ہی ہے جو کہ حقیقی احمدی بن کے انقلاب لانا چاہتا ہے تو دعا کرے، تو اگر اسرائیل کے ظلم ہیں تو ظلم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ یا ان کو عقل دے گا تو وہ ظلم ختم کریں گے یا ان کے اوپر غلبہ دے دے گا اسلام اور احمدیت کو۔“

(۲۳ اگست ۲۰۲۰ء بر موقع ملاقات لجنہ اماء اللہ نیدرلینڈ)

اداریہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کی نئی صدی کا پہلا شمارہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک دور تھا جب رسول کریم ﷺ نے اس بگڑے ہوئے معاشرے کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے ایک پُر امن معاشرہ کو تشکیل دیا۔ آہستہ آہستہ اس دنیا نے ان اسلامی احکامات کو بھولنا شروع کر دیا۔ اور عصر حاضر کے حالات سے تو ہم سب ہی واقف ہیں، پس ان حالات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ شمارہ امن کا پیغام لے کر آپ کے پاس آرہا ہے۔

'امنِ عالم کے لئے سیدنا اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر وقت کوشاں ہیں۔ اور اپنی جماعت کو بھی دعاؤں کی طرف بار ہا توجہ دلا چکے ہیں۔ تا کہ یہ دنیا تیسری جنگِ عظیم سے بچ سکے، جس کے نقصانات کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "اسلام نے قیام امن کے کئی ذرائع کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ یہ کامل انصاف کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ ہمیشہ سچی گواہی دینے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم کبھی بھی دوسروں کی دولت کی طرف حسد اور لالچ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات کو ایک طرف رکھ کر غریب اور کم ترقی یافتہ اَقوام کی درحقیقت بے غرضانہ مدد اور خدمت کریں۔ اگر اِن تمام اصولوں کی پابندی کی جائے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا۔"

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آجکل پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں جنگوں کا ذکر تفصیلاً فرما رہے ہیں، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آنحضورؐ کے دور میں جتنی جنگیں بھی ہوئیں وہ سب مسلمانوں نے اپنے دفاع میں کیں۔ اور اسلام نے کبھی بھی فتنہ اور فساد برپا نہیں کیا۔ بلکہ اسلام تو امن کا گہوارہ ہے۔ اگر مسلمان حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تو یہ دنیا جنّت کا نمونہ پیش کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز خطبات سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے امن کے پیغام پر عمل کریں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔

رسالہ الصدیقہ کے اس شمارہ میں مرکز سے بھجوایا ہؤا ایک سرکلر بھی شامل کیا گیا ہے۔ جو کہ تمام الہامی کتابوں کی رو سے بنی اسرائیل کے حالات وواقعات پر مبنی ہے۔

اُمید ہے کہ تمام قارئین کو یہ رسالہ پسند آئے گا۔ یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ سب سے درخواست ہے کہ آئندہ شمارہ کے لئے زیادہ سے زیادہ مضامین درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا کہ ہم ان مضامین کو اپنے قارئین کے ساتھ شئیر کریں۔ جزاک اللہ

سعیدہ سعید
مدیرہ اردو

اپنی آراء اور سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھجیں۔
ALSIDDIQA@AHMADIYYA.FR

تبشیر سرکلر، شعبہ تربیت

"میرے صالح بندے اس سرزمین کے وارث ہوں گے۔"

آجکل فلسطین کی سرزمین کے حوالہ سے بہت سے سوالات اُٹھ رہے ہیں کہ قرآن کریم میں اس بارہ میں ذکر ہے کہ "میرے صالح بندے اس سرزمین کے وارث ہوں گے۔ اگر یہود ظلم و ستم سے باز نہ آئے تو ان سے یہ زمین چھین لی جائے گی اور اللہ اپنے صالح بندوں کو اس زمین کا وارث بنا دے گا"۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں ان آیات کی تفسیر میں اس کا ذکر بڑی تفصیل سے فرمایا ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی ہے کہ ان آیات کی تفسیر سب جماعتوں کو بھجوائی جائے تاکہ احباب جماعت کو ان سوالات کے جوابات کا علم ہو۔

چنانچہ اس حوالہ سے حسبِ ہدایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کو قرآن کریم کی متعلقہ آیات کی تفسیر از تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور Five Volume Commentary میں سے انگریزی تفسیر کے متعلقہ حصہ پر مشتمل ایک فائل ارسال کی جا رہی ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج کر دی گئی ہے۔ جزاکم اللہ خیراً

وَقَضَيۡنَاۤ اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ فِی الۡکِتٰبِ لَتُفۡسِدُنَّ فِی الۡاَرۡضِ مَرَّتَیۡنِ وَلَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا کَبِیۡرًا ﴿۱۷:۵﴾

اور ہم نے اس کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ بات (کھول کر) پہنچادی تھی کہ تم یقیناً اس ملک میں دوبار فساد کروگے۔ اور یقیناً تم بہت بڑی سرکشی (اختیار) کروگے۔

حَلّ ِلُغَات

قَضَیۡنَا قَضَیۡنَا قَضٰی (یَقۡضِیۡ) سے جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ اور قَضَی الشَّیْ ءَ کے معنی ہیں اَعۡلَمَہٗ وبَیَّنَہٗ۔ کسی چیز کو خوب کھول کر بتایا (اقرب) پس قَضَیۡنَا کے معنے ہوں گے۔ اَعۡلَمۡنَا وَ اَخۡبَرۡنَا۔ ہم نے یہ بات کھول کر بتادی۔ قَضٰی کی مزید تشریح کے لئے دیکھو حجر آیت نمبر ۶۷ از تفسیرِ کبیر۔

قَضَیۡنَا قَضٰی سے جمع متکلم کا صیغہ ہے اور قَضَی بَیۡنَ الۡخَصۡمَیۡنِ کے معنی ہیں حَکَمَ وَفَصَلَ۔ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔ قَضَی الشَّیۡءَ قَضَاءً: صَنَعَہٗ بِاِحۡکَامٍ وَقَدَّرَہٗ۔ کسی چیز کو عمدہ طور پر بنایا۔ اور اس کا صحیح اندازہ لگایا۔ قَضَی الۡاَمۡرَ عَلَیۡہِ: خَتَمَہٗ وَاَوۡجَبَہٗ وَاَلۡزَمَہٗ بِہٖ۔ اس کے خلاف بات کو ختم کر دیا اور اس پر اس کو واجب کر دیا اور اس کا پورا کرنا اس کا فرض قرار دیا۔ الشَّیۡءَ: اَعۡلَمَہٗ وَبَیَّنَہٗ کسی معاملہ کا اعلان کیا اور اس کو کھول کر بیان کیا۔ قَضٰی لَکَ الۡاَمۡرَ اَیۡ حَکَمَ لَکَ کسی معاملہ کا تیرے حق میں فیصلہ کر دیا۔ (اقرب) وَلَتَعۡلُنَّ وَلَتَعۡلُنَّ عَلَا (یَعۡلُوۡ) سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اور عَلَا الشَّیۡءُ کے معنے ہیں اِرۡتَفَعَ۔ کوئی چیز بلند ہوئی۔ عَلَا فُلَانٌ فِي الۡاَرۡضِ تَکَبَّرَ وَ تَجَبَّرَ۔ اس نے تکبر اور سرکشی کی۔ عَلَا فُلَانًا: غَلَبَہٗ وَ قَھَرَہٗ کسی پر غالب آیا۔
عَلَا فُلَانًا بِالسَّیۡفِ: ضَرَبَہٗ اسے تلوار ماری۔ عَلَا الۡمَکَانَ صَعِدَہٗ کسی جگہ پر چڑھا۔
عَلَا فِي الۡمَکَارِمِ۔ شرف خوبیوں میں ممتاز ہوا (اقرب) پس وَلَتَعۡلُنَّ کے معنے ہوں گے۔ کہ تم سرکشی کروگے۔

تفسیر

مسلمانوں کے لئے یہود سے عبرت حاصل کرنے کا موقعہ

فرمایا کہ تمہارا نبی مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے اور اس مشابہت کو پورا کرنے کے لئے اسے بیت المقدس اور اس کے گرد کا علاقہ دیا جانے والا ہے۔ پس تم کو اس امر میں احتیاط کرنی چاہیے کہ جو کچھ بنی اسرائیل سے بعد میں معاملہ ہوا وہ تم سے نہ ہو اور وہ واقعہ یہ بیان فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل کے متعلق ہم نے خبر دی تھی کہ دو دفعہ تم دنیا میں عظیم الشان فساد کے مرتکب ہو گے۔ اور سخت مظالم کرو گے اور تم کو اس کی سزا میں تباہ کر دیا جائے گا۔ گو سزا دینے کا یہاں لفظاً ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن اگلی آیت سے یہ مضمون ظاہر ہے۔

اس آیت سے دو امور کا ثبوت..... اس آیت سے مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں:

(۱) اس میں قَضَيْنَا فِى الْكِتٰبِ کے الفاظ ہیں۔ جن سے مراد حضرت موسیٰؑ کی کتاب ہے۔

(۲) اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے دو دفعہ باغی ہو کر عذابِ الہیٰ میں مبتلا ہونے کی خبر اس کتاب میں پہلے سے دے دی گئی تھی۔

نئے اور پرانے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں دو غلطیاں کی ہیں۔

اوّل تو یہ کہ بنی اسرائیل کی تباہی کے بعض واقعات تو درج کر دیئے ہیں۔ لیکن قرآنی الفاظ کی صداقت کے اظہار کے لئے وہ پیشگوئی درج نہیں کی۔ جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔

دوم جنہوں نے پیشگوئی بیان کرنے کی طرف توجہ کی ہے انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیشگوئی موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں بیان کی گئی تھی۔ میں نے ان دونوں امور کو مد نظر رکھا ہے اور موسیٰؑ کی کتب سے پیشگوئیاں بیان کی ہیں اور واقعات تاریخی جمع کر کے لکھے ہیں۔

<u>عَلَا کے معنی</u> عَلَا بمعنے ظلم ہے یعنی تم لوگوں کے اوپر ظلم کرو گے جبر کرنے لگ جاؤ گے اور تکبر کرو گے اور ظلم سے کام لو گے۔ کیونکہ عَلَا (يَعْلُوْ-عَلُوًّا) فُلَانٌ کے معنی ہوتے ہیں۔ تَكَبَّرَ وَتَجَبَّرَ یعنی تکبر کیا اور ظلم سے کام لیا۔ وَعَلَا فُلَانًا بِالسَّيْفِ: ضَرَبَهٗ ۔ اس کو تلوار سے مارا۔

یہود کی تباہی کا ذکر بائیبل میں

فِي الْكِتٰبِ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اس کا ذکر موسیٰؑ کی کتاب میں ہے۔ چنانچہ موسیٰؑ کی کتاب میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

استثناء باب ۲۸۔ آیت ۱۵ میں لکھا ہے:

"لیکن اگر تُو خداوند اپنے خدا کی آواز کا شنوا نہ ہو گا کہ اس کے سارے شرعوں اور حکموں پر جو آج کے دن مَیں تجھے بتاتا ہوں دھیان رکھ کے عمل کرے تو ایسا ہو گا کہ یہ ساری لعنتیں تجھ پر اتریں گی اور تجھ تک پہنچیں گی۔"

اس کے بعد ان لعنتوں کا ذکر کیا ہے جو نافرمانی کی وجہ سے ان پر اتریں گی۔ چنانچہ فرماتا ہے:

"خداوند تجھ کو اور تیرے بادشاہ کو جسے تو اپنے اوپر قائم کرے گا ایک گروہ کے درمیان جس سے تو اور تیرے باپ دادے واقف نہ تھے لے جائے گا۔" (آیت ۳۶)۔

پھر لکھا ہے۔ "خداوند ایک گروہ دور سے زمین کی انتہا سے ایسا جلد بلکہ جیسا عقاب اُڑتا ہے تجھ پر چڑھا لائے گا وہ ایک گروہ ہو گی جس کی زبان تُو نہ سمجھے گا وہ ترشرو گروہ ہو گی جو نہ بوڑھے کا اَدب نہ جوان پر کرم کرے گی اور وہ تیری مواشی کا پھل اور تیری زمین کا پھل کھا جائے گی یہاں تک کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ غلّہ اور مَے اور تیل اور تیری گائے بیل کی بڑھتی اور بھیڑ بکری کے گلّوں سے تیرے لئے کچھ نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ تجھے فنا کر دے گی اور وہ تجھے تیرے سب پھاٹکوں میں آگھیرے گی یہاں تک کہ تیری اونچی اور محکم دیواریں جن کا تجھے اپنے سارے ملک میں بھروسہ تھا گر جائیں گی اور وہ تجھے اس ساری زمین میں جسے خداوند تیرے خدا نے تجھے دیا ہے ہر ایک شہر کے سب پھاٹکوں میں آگھیرے گی۔ اور تو اپنے ہی بدن کا پھل ہاں اپنے بیٹوں اور اپنی بیٹیوں کا گوشت جنہیں خداوند تیرے خدا نے بخشا تھا اس محاصرہ کے وقت اور اس تنگی میں جو تیرے بیریوں کے سبب سے تجھ پر ہو گی کھائے گا وہ شخص جو تم میں نرم دل اور بہت ناز پرورده ہو گا اس کی بھی نظر اپنے بھائی کی طرف اور اپنی ہمکنار جورو کی طرف اور اپنے باقی لڑکوں کی طرف جنہیں اس نے چھوڑ دیا ہو گا بری ہو گی یہاں تک کہ وہ اپنے بچوں کے گوشت میں سے جسے وہ کھائے گا انہیں ان میں سے کسی کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس محاصرے اور تنگی میں جو تیرے دشمنوں کے باعث سے تیرے سارے پھاٹکوں میں تجھ پر ہو گی اس کے لئے کچھ نہ باقی رہے گا اور وہ عورت بھی جو تمہارے درمیان نرم دل اور نہایت نازنین ہو گی ایسی کہ نزاکت اور نرمی سے اپنے پاؤں کا تلوا زمین پر لگانے کی جرأت نہیں رکھتی اس کی نظر اپنے ہمکنار شوہر کی طرف اور اپنے بیٹے کی طرف اور اپنی بیٹی کی طرف بُری ہو گی۔"
(آیت ۴۹ تا ۵۶)۔

پھر لکھا ہے:۔

”اور یوں ہو گا کہ جس طرح خداوند نے تم سے خوش ہو کر تمہارے ساتھ نیکی کی اور تمہیں بہت کر دیا اسی طرح خداوند تمہاری بابت خوش ہو گا کہ تمہیں ہلاک کرے اور نیست و نابود کر ڈالے اور تو اس سرزمین سے جس کا تو مالک ہونے جاتا ہے جڑھ سے اکھاڑ ڈالا جائے گا۔ اور خداوند تجھ کو سب قوموں کے درمیان زمین کے اس سرے سے اس سرے تک تتّر بتّر کرے گا اور وہاں تُو غیر معبودوں کی جو لکڑیاں اور پتھر ہیں جس سے نہ تُو نہ تیرے باپ دادے واقف تھے پرستش کرے گا۔“ (آیت ۶۳ اور ۶۴)۔

ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ احکام الٰہی کو توڑ دیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایک غیر قوم دور سے ان پر چڑھ آئے گی۔ اور ان کا محاصرہ کرے گی۔ محاصرہ کے وقت قحط اور وباء پڑیں گے۔ آخر ان کے شہروں کی فصیلیں توڑ دی جائیں گی بادشاہ قید کر کے لے جایا جائے گا۔ اور قوم جلاوطن کر کے دور علاقوں میں بھیج دی جائے گی۔ یہ پیشگوئی ان دو فسادوں میں سے جن کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے پہلے فساد کی نسبت ہے۔

قضا کے معنی

یہ جو فرمایا قَضَیۡنَاۤ اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ایک وحی کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو آئندہ آنیوالی اس مصیبت سے خبر دے دی تھی مگر افسوس کہ وہ پھر بھی ہوشیار نہ ہوئے۔

انسان کو ہوشیار کرنے کے دو مقصد

دراصل پہلے بتانے سے غرض ہوشیار کرنا ہی ہوتا ہے اور ہوشیار کرنے کے دو مقصد ہوتے ہیں۔

(۱) انسان کوشش کرے اور بچ جاوے۔

(۲) اگر نہ بچے تو اس پر حجت پوری ہو۔

آنحضرت کا اپنی امت کو ہوشیار کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کے متعلق فرمایا ہے:

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ

"کہ تم پہلے لوگوں کے طریقہ پر عمل کرو گے۔"

اور بعض احادیث میں ہے کہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلو گے مگر افسوس کہ باوجود ہوشیار کر دینے کے مسلمان بھی اس آفت سے نہ بچے۔

(بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبي لتتبعن سنن من کان قبلکم)

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰىہُمَا بَعَثۡنَا عَلَیۡکُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ﴿۱۷:۶﴾

اور جب ان دو (بار کے فسادوں) میں سے پہلی (بار) کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آیا۔ تو ہم نے اپنے بعض ایسے بندوں کو (تمہاری سرکوبی کے لئے) تم پر (مستولی کرکے) کھڑا کر دیا۔ جو سخت جنگ جو تھے اور وہ (تمہارے) گھروں کے اندر جا گھسے۔ اور یہ (وعدہ بہر حال) پورا ہو کر رہنے والا وعدہ تھا۔ (ترجمہ: تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۹۳)

حلِّ لُغات

اُوْلِی بَاسٍ اُولُوْ جمع ہے جس کے معنے **ذَوُوْ** کے ہیں (یعنی فلاں صفت والے) اس کا مفرد نہیں آتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اسم جمع ہے۔ اور اس کا مفرد ذُوْ ہے۔ جیسے **غَنَمٌ** اسم جمع ہے۔ اور **شَاۃٌ** اس کا مفرد ہے۔ (اقرب) اَلْبَأْسُ : اَلْعَذَابُ - عذاب - اَلشِّدَّۃُ فِي الْحَرب۔ گھمسان کی لڑائی۔ (اقرب) مزید تشریح کے لئے دیکھو سورۃ نحل ۸۲ پس اُولِیْ بَاْسٍ کے معنی ہوں گے۔ جنگجو۔

جَاسُوا جَاسُوا جَاسَ (یَجُوْسُ جَوْسًا) اَلشَّيْءَ کے معنی ہیں۔ طَلَبَہٗ ، بِالْاِسْتِقْصَاءِ۔ کسی چیز کو حاصل کرنے میں انتہائی محنت و کاوش سے کام لیا۔ اور فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ کے معنے ہیں۔ دَارُوْا فِيْھَا بِالْعَیْثِ وَالْفَسَادِ۔ علاقوں میں فساد اور تباہی مچاتے ہوئے گھس گئے۔ وَفَسَّرَہُ الْجَوْھَرِي بِقَوْلِہٖ اَیْ تَخَلَّلُوْا فَطَلَبُوْا مَا فِیْھَا کَمَا یَجُوْسُ الرَّجُلُ الْاَخْبَارَ اَیْ یَطْلُبُھَا۔ اور جوہری نے جَاسُوْا خِلَالَ الدِّیَارِ کے معنی یہ کئے ہیں وہ علاقوں میں گھس گئے۔ اور مال و دولت کو حاصل کرنا چاہا۔ (اقرب)

دیار دِیَارٌ دَارٌ کی جمع ہے۔ اور دَارٌ کے معنی اَلْمَحَلُّ۔ مکان۔ وَالْعَرْصَۃُ ۔ صحن۔ میدان۔ اَلْبَلَدُ ۔ شہر ملک۔ علاقہ (اقرب) خِلٰلَ الدِّیَارِ : مَا حَوَالِي حُدُوْدِھَا وَمَا بَیْنَ بُیُوْتِھَا۔ ملکوں کی حدوں اور ان کے گھروں کے درمیان۔ (اقرب)

تفسیر

اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا حال بتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ جب پہلے وعدہ کا وقت آ گیا تو اے بنی اسرائیل ہم نے تم پر ایسے لوگ غالب کر دیئے جو سخت جنگ کرنے والے تھے۔ وہ آئے اور تمہارے گھروں میں گھس گھس کر انہوں نے تم کو ہلاک کر دیا۔

وَکَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ۔ وہ وعدہ ہمارا پورا ہو کر رہنے والا تھا۔ یا یہ کہ ہمارا وعدہ پورا ہو ہی گیا ہے۔
بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۶

آیت میں یہود پر دو عذابوں کا ذکر

جن دو عذابوں کے متعلق اس آیت میں خبر دی گئی ہے اس کا ذکر قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ یوں کیا گیا ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿المائدہ ۷۹﴾

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت داؤدؑ کے بعد عذاب آیا۔ اور ایک دفعہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد آیا۔

یہود پر پہلے عذاب کا ذکر بائیبل میں

پہلے عذاب کا حال بائیبل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہود حضرت موسیٰؑ کے بعد طاقتور ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں ایک زبردست حکومت کی بنیاد پڑ گئی جو ان کے بعد بھی ایک عرصہ تک قائم رہی اور آخر آہستہ آہستہ کمزوری ہوتی گئی اور آخری زمانہ میں بابل کے شمال کے علاقہ میں بسنے والی اشوری قوموں نے ان کو شکست دی یہ قوم نینوا کی بادشاہ تھی۔ انہوں نے یہود کو اپنا باج گذار بنالیا۔

اس کے بعد 'نیکو' ایک مصر کا شہزادہ تھا۔ اس نے اسوریوں کو شکست دی اور وہ نینوا کی بجائے مصریوں کے باج گزار بن گئے۔ ۶۰۰ سال قبل مسیح کے قریب اور حضرت داؤدؑ سے قریباً ۴۰۰ سال بعد یرمیاہ نبی کی معرفت ان کو ان کی خرابیوں پر اللہ تعالیٰ نے پھر متنبہ کیا۔

اور ان کے گناہوں پر انہیں پھر تنبیہ کی اور فرمایا کہ اگر اب بھی توبہ کر لو تو وہ جو تمہارے لئے جلاوطنی کی پیشگوئی تھی ٹلا دی جائے گی مگر وہ باز نہ آئے۔ (یرمیاہ باب ۷)

آخر اللہ تعالیٰ نے بابلیوں کو ان کے عذاب کے لئے مسلّط کیا۔

یہ واقعہ بائیبل کی کتاب ۲ سلاسطین باب ۲۵ میں یوں لکھا ہے:

"شاہِ بابل نبوکد نضر نے اور اس کی ساری فوج نے یروشلم پر چڑھائی کی (آیت ۱) اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ بہت دیر تک رہا۔ اس وقت یروشلم کا بادشاہ صدقیاہ تھا۔ جب محاصرہ نے طول پکڑا تو شہر کے اندر غلّہ کم ہو گیا لکھا ہے "تب شہر ٹوٹا" (آیت ۴) یعنے بابل کی فوج نے فصیل توڑ دی۔ آخر لوگ ایک طرف کا دروازہ کھول کر بھاگے صدقیاہ بادشاہ بھی بھاگا مگر پکڑا گیا اس کی آنکھیں نکالی گئیں اور آنکھیں نکالنے سے پہلے اس کے بیٹوں کو اس کے سامنے ہلاک کر دیا گیا پھر اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے بابل لے گئے۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۹۵، آیت ۴ تا ۷)

اس کے بعد شاہِ بابل نے اپنے ایک افسر بنوزردان کو یروشلم بھجوایا۔ اس نے آکر "خداوند کا گھر اور بادشاہ کا قصر (محل) اور یروشلم کے سارے گھر ہاں ہر ایک رئیس کا گھر جلا دیا۔ اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے سردار کے ہمراہ تھا ان دیواروں کو جو یروشلم کے ارد گرد تھیں گرا دیا اور باقی لوگوں کو جو شہر میں چھوڑے گئے تھے اور ان کو جنھوں نے اپنوں کو چھوڑ کے شاہِ بابل کی پناہ لی تھی تمام جماعت کے بقیہ کے ساتھ بنوزردان جلوداروں کا سردار پکڑ کر لے گیا۔" آیت ۹ تا ۱۱۔

نحمیاہؑ نبی کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تباہی کا ایک بڑا باعث سبت کی بے حرمتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:

"تب میں نے یہوداہ کے شریف لوگوں سے تکرار کر کے کہا کہ یہ کیا بُرا کام ہے جو تم کرتے ہو کہ سبت کے دن کو مقدس نہیں جانتے ہو۔ کیا تمہارے باپ دادوں نے ایسا نہیں کیا اور ہمارا خدا ہم پر اور اس شہر پر یہ سب آفتیں نہیں لایا؟ تب بھی تم سبت کے دن کو پاک نہ مان کے اسرائیل پر زیادہ غضب بھڑکاتے ہو؟"
باب ۱۳ آیت ۱۷-۱۸۔

اسی طرح حزقیلؑ نبی نے بھی اس وقت یہود کو ڈرایا تھا۔ انہوں نے ان کے بہت سے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ان میں سے ایک گناہ یہ گنوایا ہے کہ

"تُو نے میرے مقدسوں کو ناچیز جانا ہے اور میرے سبتوں کو ذلیل کیا ہے۔" حزقیل باب ۲۲ آیت ۸۔

پھر باب ۲۳ آیت ۳۸ میں ہے "اس کے سوا انہوں نے مجھ سے یہ کیا ہے کہ اسی دن انہوں نے میرے مقدس کو ناپاک کیا اور میرے سبتوں کو حرمت نہ دی۔"

میں نے سبت کی بے حرمتی کے حوالے اس لئے دیئے ہیں کہ اس جگہ صرف سخت عذاب کی خبر بتائی گئی ہے مگر درحقیقت اشارہ سورۃ النحل کی آیات کی طرف ہے جن میں کہا گیا تھا کہ

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
(النحل : ۱۲۵)

یعنی سبت کا عذاب ان لوگوں پر نازل کیا گیا تھا جنھوں نے الٰہی کلام میں اختلاف کر کے دین کو نقصان پہنچایا تھا۔

فہرست سورتہائے قرآن مجید

نمبرشار	نام سورة	صفحہ	نمبرشار	نام سورة	صفحہ	نمبرشار	نام سورة	صفحہ
۱	الفاتحة	۳	۲۵	الفرقان	۶۱۱	۴۹	الحجرات	۹۲۹
۲	البقرة	۷	۲۶	الشعراء	۶۲۵	۵۰	قٓ	۹۳۶
۳	آل عمران	۷۹	۲۷	النمل	۶۴۷	۵۱	الذّٰريٰت	۹۴۳
۴	النساء	۱۲۳	۲۸	القصص	۶۶۵	۵۲	الطور	۹۵۱
۵	المائدة	۱۶۹	۲۹	العنكبوت	۶۸۳	۵۳	النجم	۹۵۹
۶	الانعام	۲۰۳	۳۰	الروم	۶۹۷	۵۴	القمر	۹۶۶
۷	الاعراف	۲۳۹	۳۱	لقمٰن	۷۰۹	۵۵	الرحمٰن	۹۷۳
۸	الانفال	۲۸۱	۳۲	السجدة	۷۲۰	۵۶	الواقعة	۹۸۳
۹	التوبة	۲۹۹	۳۳	الاحزاب	۷۲۶	۵۷	الحديد	۹۹۳
۱۰	يونس	۳۳۱	۳۴	سبا	۷۴۵	۵۸	المجادلة	۱۰۰۲
۱۱	هود	۳۵۳	۳۵	فاطر	۷۵۹	۵۹	الحشر	۱۰۰۹
۱۲	يوسف	۳۷۷	۳۶	يٰسٓ	۷۷۱	۶۰	الممتحنة	۱۰۱۷
۱۳	الرعد	۳۹۹	۳۷	الصّٰفّٰت	۷۸۳	۶۱	الصّف	۱۰۲۳
۱۴	ابراهيم	۴۱۱	۳۸	صٓ	۸۰۰	۶۲	الجمعة	۱۰۲۸
۱۵	الحجر	۴۲۳	۳۹	الزمر	۸۱۳	۶۳	المنافقون	۱۰۳۲
۱۶	النحل	۴۳۵	۴۰	المؤمن	۸۲۹	۶۴	التغابن	۱۰۳۶
۱۷	بنی اسرائیل	۴۶۱	۴۱	حٰمٓ السجدة	۸۴۷	۶۵	الطلاق	۱۰۴۱
۱۸	الكهف	۴۸۳	۴۲	الشورىٰ	۸۵۹	۶۶	التحريم	۱۰۴۷
۱۹	مريم	۵۰۵	۴۳	الزخرف	۸۷۳	۶۷	الملک	۱۰۵۳
۲۰	طٰهٰ	۵۲۱	۴۴	الدخان	۸۸۶	۶۸	القلم	۱۰۶۰
۲۱	الانبياء	۵۴۱	۴۵	الجاثية	۸۹۳	۶۹	الحاقة	۱۰۶۶
۲۲	الحج	۵۵۹	۴۶	الاحقاف	۹۰۱	۷۰	المعارج	۱۰۷۲
۲۳	المؤمنون	۵۷۷	۴۷	محمد	۹۱۱	۷۱	نوح	۱۰۷۷
۲۴	النور	۵۹۳	۴۸	الفتح	۹۲۰	۷۲	الجنّ	۱۰۸۳

قرآن کریم کے مضامین کی ترتیب کی اس آیت میں ایک زبردست شہادت ہے کہ سورۃ النحل جو بعد میں اتری ہے اس میں سبت کا ذکر ہے سورۃ بنی اسرائیل اس سے پہلے کی نازل شدہ ہے اور اس کے مضامین سورۃ النحل سے اس طرح چسپاں ہو جاتے ہیں گویا سورۃ النحل پہلے کی ہے اور اِسراء بعد کی۔ اور اس میں سورۃ النحل کے مضامین کے جواب دیئے گئے ہیں اور ان کی تکمیل کی گئی ہے۔

تاریخ سے بابلیوں کی اس چڑھائی کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب یہود کمزور ہو گئے تو اسوریوں نے فلسطین کو فتح کر کے اپنا تابع کر لیا۔ لیکن اس کے بعد ایک مصری بادشاہ فرعون نیکو (PHARAOH NECHO) نامی نے اسورین حکومت کو تباہ کر دیا۔ اور فلسطین اسوریوں کی حکومت سے نکل کر مصر کی حکومت تلے آ گیا۔ فرعون مصر نے یوسیاہ کے بیٹے الیاقیم (اس کا نام یہویقیم کر دیا گیا) ELIAKIM کو وہاں کا بادشاہ بنادیا۔ لیکن اس دوران میں اسورین کی حکومت کی تباہی کو دیکھ کر اس کے ہمسایہ کلدانی (CHALDEAN) بادشاہ نے اپنے بیٹے نبوکد نضر (NEBUCHADNEZZAR) کو نیکو کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اور نبوکد نضر نے مصر کو فتح کر لیا۔ اور فلسطین بابلیوں کے زیر اثر آ گیا۔ مگر فلسطین کا بادشاہ یہویقیم مصر کی طرف مائل رہا۔ اس پر نبوکد نضر نے اس پر چڑھائی کی (یہ چڑھائی نبوکد نضر کے جرنیل نے کی۔ ۵۸۷ ق۔م۔ جس کا نام بنوزر آدم تھا) مگر اس کے لشکر پہنچنے سے پہلے بادشاہ یہویقیم مر گیا۔ اسکا بیٹا یہویکین (JEHOIACHIN) تاب مقابلہ نہ لاکر معافی کا طلبگار ہوا۔ اسے بابل بلالیا گیا۔ اور صدقیاہ (ZEDEKIAH) (یہ یہویقیم کا بھائی تھا اور اس کا اصل نام متنیاہ MATTANIAH تھا) کو فلسطین کا بادشاہ بنادیا گیا۔ مگر اس نے بھی مصر کے بادشاہ حوفرا (HOPHRA) کی طرفداری کی۔ اس پر بابلیوں نے ۵۸۸ قبل المسیح میں فلسطین کے دار الخلافہ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ۵۸۶ قبل مسیح میں شہر کی دیوار توڑ دی گئی۔ صدقیاہ بھاگا۔ مگر گرفتار کر لیا گیا۔ اور بادشاہ کے حکم سے قید کر کے بابل پہنچایا گیا۔ بابلیوں نے یہود کی مقدس عمارات کو جلا دیا۔ اور فصیل کو گرادیا۔ اور شہر برباد کر دیا۔

اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ﴿۱۷:۸﴾

”(اب) اگر تم نیکو کار بنو گے تو نیکو کار بن کر اپنی جانوں کو ہی فائدہ پہنچاؤ گے اور اگر تم برا کرو گے تو (بھی) ان (ہی) کے لئے (برا کرو گے) پھر جب دوسری بار والا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آ گیا تا کہ وہ (یعنے تمہارے دشمن) تمہارے معزز لوگوں سے ناپسندیدہ معاملہ کریں اور (اسی طرح) مسجد میں داخل ہوں۔ جس طرح وہ اس میں پہلی بار داخل ہوئے تھے۔ اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے بالکل تباہ (وبرباد) کر دیں۔“ (از تفسیر کبیر ۱۷:۸)

حَلِّ لُغَات

لِيَسُوۡءُ لِيَسُوۡءُ سَاءَ سے مضارع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اور سَاءَهٗ (يَسُوۡءُهٗ سَوۡءً ا) کے معنے ہیں۔

فَعَلَ بِهٖ مَا يَكۡرَهُهٗ اَوۡ اَحۡزَنَهٗ ۔ اس سے ایسا معاملہ کیا جس کو وہ ناپسند کرتا تھا یا اس کو غمگین کیا۔ (اقرب)

وُجُوۡهٌ وُجُوۡهٌ وَجۡهٌ کی جمع ہے۔ اور اَلۡوَجۡهُ کے معنے ہیں نَفۡسُ الشَّيۡءِ کسی چیز کی ذات۔
سَيِّدُ الۡقَوۡمِ ۔ قوم کا سردار۔ اَلۡجَاهُ ۔ عزت۔ (اقرب)

وَلِيُتَبِّرُوۡا وَلِيُتَبِّرُوۡا تَبَّرَ سے مضارع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور تَبَّرَهٗ کے معنے ہیں ۔ اَهۡلَكَهٗ وَدَمَّرَهٗ۔ اس کو ہلاک و تباہ کر دیا۔ تَبَّرَ كُلَّ شَيۡءٍ كَسَّرَهٗ وَفَتَّتَهٗ ۔ کسی چیز کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اَلتَّبَارُ اَلۡهَلَاكُ۔ ہلاکت (اقرب) وَلِيُتَبِّرُوۡا کے معنے ہوں گے۔ کہ وہ ہلاک کر دیں۔

تفسیر

یہود کا دوسرا فساد اور اس کی سزا

اس آیت میں یہود کے دوسرے فساد کی خبر دی گئی ہے اور
پھر اس کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔
فساد ان کا حضرت عیسیٰؑ کو دکھ دینا تھا۔
اور سزا ان کا رومیوں کے ہاتھوں سے تباہ ہونا تھا۔

یہ واقعہ صلیب کے واقعہ کے ستر سال بعد کا ہے۔ گویا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں ہی یہ واقعہ ہوا۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ اور تینتیس سال کی عمر میں وہ صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔

(قاموس الکتاب زیر لفظ عہد نامہ کا تواریخی خاکہ)

اس عذاب کی تفصیل یہ ہے کہ VESPASIAN نامی ایک رومی جرنیل تھا۔ اسے بادشاہ روم نے یہود کی سرکشیوں کی وجہ سے ان کی سرکوبی کا حکم دیا تھا۔ جب یہ اس حکم کے بجالانے میں مشغول تھا۔ اسے ایک کشف نظر آیا۔ جس کی تعبیر اس نے یہ کی کہ مجھے روم واپس جانا چاہیے۔ کیونکہ وہاں سے فسادات کی خبریں آرہی تھیں۔ اس کے واپس لوٹنے پر وہاں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ اسے بادشاہ بنادیا گیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے ٹائٹس کو فلسطینی مہم کا افسر مقرر کر دیا۔ جس نے یروشلم کو ۷۰ عیسوی میں فتح کرکے اس کے گرائے جانے کا حکم دیا۔ اور شہر کی دیواروں اور مسجد کو گرادیا گیا اور یہودی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ گو ۱۳۵ عیسوی میں یہود نے پھر ایک ناکام بغاوت کی مگر وہ صرف چراغ سحری کے آخری شعلہ کی سی حیثیت رکھتی تھی۔

ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA زیر لفظ
HISTORY OF THE WORLD, JEW AND HISTORIANS

بائیبل میں یہود کی دوسری تباہی کا ذکر

اس واقعہ کی نسبت بائیبل میں ان الفاظ میں حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی درج ہے۔

”انہوں نے اجنبی معبودوں کے سبب اسے غیرت دلائی اور وہ اسے نفرتی کاموں سے غصے میں لائے۔ انہوں نے شیطانوں کے لئے قربانیاں گذرانیں نہ خدا کے لئے۔ بلکہ ایسے معبودوں کے لئے جن کو آگے وے (گذشتہ زمانہ کے لوگ) نہ پہچانتے تھے۔ جو نئے تھے اور حال میں معلوم ہوئے اور ان سے تیرے باپ دادے نہ ڈرتے تھے۔ تو اس چٹان سے جس نے تجھے پیدا کیا غافل ہوا۔ اور اس خدا کو جس نے تجھے صورت بخشی بھول گیا۔ اور جب خداوند نے یہ دیکھا ان سے نفرت کی۔ اس لئے کہ اس کے بیٹوں اور اس کی بیٹیوں نے اسے غصہ دلایا۔

اور اس نے یہ فرمایا کہ میں ان سے اپنا منہ چھپاؤں گا۔ تا کہ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہو گا اس لئے کہ وہ کج نسل ہیں۔ ایسے لڑکے جن میں امانت نہیں انہوں نے اس کے سبب سے جو خدا نے مجھے غیرت دلائی اور اپنی واہیات باتوں سے مجھے غصہ دلایا۔ سو میں بھی انہیں اس سے جو گروہ نہیں غیرت میں ڈالوں گا اور ایک بے عقل قوم سے انہیں خفا کروں گا کیونکہ میرے غصے سے ایک آگ بھڑکی ہے جو اسفل جہنم تک جلے گی اور زمین کو اس کے پیداوار سمیت کھا جائے گی اور پہاڑوں کی بنیادوں کو جلا دے گی۔ میں ان کی بلاؤں کو ان کے اوپر بڑھاؤں گا اور ان پر اپنے تیروں کو خرچ کروں گا۔ وہ بھوک سے جل جائیں گے۔ اور سوزندہ گرمی اور کڑوی ہلاکت کے لقمے ہوں گے۔ میں ان پر درندوں کے دانتوں اور زمین کے زہر دار سانپوں کو چھوڑوں گا۔ باہر سے تلوار اور اندر کے مکانوں سے خوف جوان کو اور کنواری کو بھی۔ شیر خوار کو اور سر سفید کو بھی ہلاک کریں گے۔" (استثناء باب ۳۲ آیت ۱۶ تا ۲۵)

یہ پیشگوئی پہلی پیشگوئی کے بعد بلکہ اس پیشگوئی کے بھی بعد کہ پہلے فساد کے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو واپس یروشلم میں لے آئے گا۔ بیان ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس سے پہلے عذاب کے بعد ایک دوسرے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہ عذاب وہ دوسرا عذاب ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ کے الفاظ میں کیا ہے۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ﴿۱۷:۹﴾

(اب بھی) کچھ بعید نہیں کہ تمہارا ربّ تم پر رحم کر دے اور اگر تم (پھر اپنے اسی رویہ کی طرف) لوٹے تو ہم بھی (اپنی اسی سنت کی طرف) لوٹیں گے اور (یاد رکھو کہ) جہنم کو ہم نے کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۰۰)

حَلِّ لُغَات

اَلْحَصِیْرُ اَلسِّجْنُ قید خانہ۔ (اقرب)

تفسیر

بنی اسرائیل کے لئے کامل تباہی کے بعد ترقی کی اُمید قرآن کریم کے ذریعہ

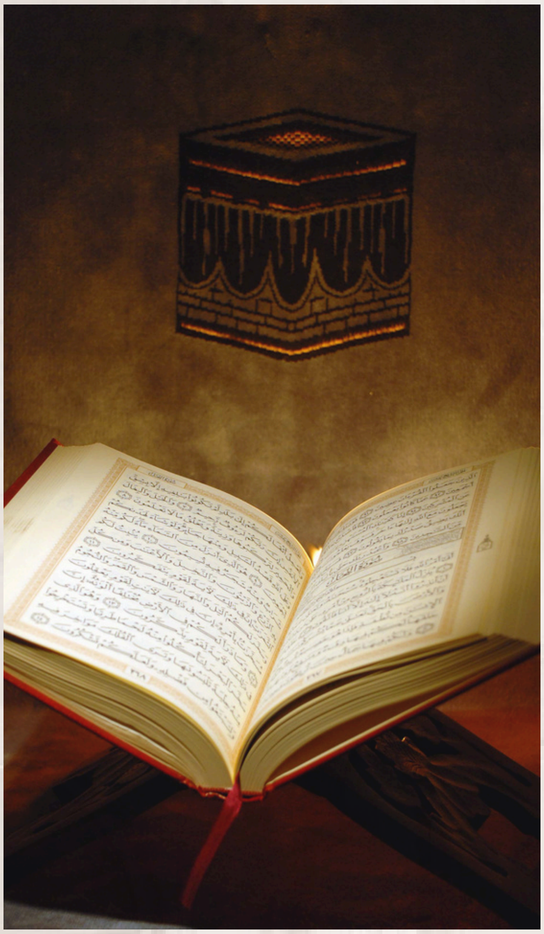

بنی اسرائیل کی کامل تباہی کی خبر دینے کے بعد اب قرآن کریم انہیں اُمید کا پہلو دکھاتا ہے اور فرماتا ہے کہ بائبل کا جہاں تک تعلق ہے تم ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیئے گئے ہو مگر موسوی مذہب سے باہر ہو کر تمہاری ترقی کی راہ ابھی کھلی ہے۔

اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے دوبارہ ترقی کرنے کا تمہاری قوم کو موقعہ دیا ہے۔اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو جاؤ۔ لیکن اگر تم نے اس موقعہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا تو اللہ تعالیٰ کی سزائیں دوبارہ تم کو آ گھیریں گی اور تم بالکل تباہ ہو جاؤ گے۔

دیکھو ان آیات میں یہودی قوم کو سمجھانے کے لئے کیسا احسن طریق اختیار کیا ہے۔خود ان کی کتب سے ان کی تباہی کی خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ خود یہودی کتب کے مطابق اب کوئی مستقبل یہودیت کے لئے باقی نہیں۔ پس جب خود ان کی کتب ان کی ہلاکت کا فتویٰ دے چکی ہیں تو ان کو اس متروک راستہ کو چھوڑنے میں جسے خدا تعالیٰ چھڑوا چکا ہے، عذر نہیں ہونا چاہیے۔

اور اسلام کو قبول کر کے دینی و دنیوی انعامات حاصل کرنے چاہئیں۔

اس نئے راستہ کے متعلق بھی بائبل میں خبر موجود ہے۔

آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئی بائبل میں

استثناء باب ۳۳ آیت ۱ تا ۳ میں فرماتا ہے ”اور یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ فاران سے جلوہ گر ہونے والے نبی کے ذریعہ سے پھر یہود کی برکت کا سامان پیدا کرے گا۔ اگر وہ چاہیں تو ہدایت پا کر ترقی کر سکتے ہیں۔ یہ پیشگوئی تباہی کی خبر کے معاً بعد دوسرے باب میں بیان ہوئی ہے۔

مسلمانوں پر دو دفعہ تباہی آنے کی پیشگوئی

یادرکھنا چاہیے کہ آیات مذکورہ بالا جہاں یہ بتارہی ہیں کہ یہود کا مستقبل خود ان کی کتب کے رُو سے بالکل تاریک ہے وہاں مسلمانوں کو بھی توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں پر بھی اسی طرح دوبارہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آئے گا۔

1

مسلمانوں پر پہلی تباہی یعنی بنو عباس پر خطرناک تباہی کے دن

چنانچہ پہلا عذاب خلافت عباسیہ کے خاتمہ پر آیا۔ اس کا موجب بھی وہی تھا جو بائیبل نے یہود کی تباہی کا موجب بتایا ہے۔

یعنے فرغانہ کی فتح کے بعد مسلمانوں نے کثرت سے وہاں کی خوبصورت لڑکیوں سے شادیاں کرلیں۔ یہ علاقہ بہت مشرک تھا۔ ان عورتوں کے اثر سے مسلمانوں میں بھی مشرکانہ عقائد پیدا ہونے لگے۔ **اور اسلامی غیرت کمزور ہونے لگ گئی۔**

آخر ایک وحشی قوم نے بغداد پر حملہ کردیا۔ جو اپنی وحشت اور اجنبیت کے لحاظ سے اسلامی ممالک اور ان کی تہذیب سے ویسی ہی بیگانہ تھی جیسی کہ بابل کی قوم جس نے فلسطین پر حملہ کیا تھا اٹھارہ لاکھ مسلمان صرف بغداد اور اس کے گردونواح میں قتل کیا گیا شاہی خاندان کے تمام لوگوں کو ان کی فہرستیں بنوابنوا کر اور تلاش کر کر کے قتل کیا گیا۔

(الخلافۃ العباسیۃ لِعبد الفتاح السر نجاوی صفحہ ۲۹۶،۲۹۷)

کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص بھاگ کر بچ سکا اور اسی کی نسل سے بہاولپور کے والیانِ ریاست ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی بھی خاندان ایسا نہیں جو اپنے آپ کو عباس کی طرف منسوب کرے۔

(اس نوٹ لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوُپی میں عباسی خاندان کی بعض شاخیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نے مجھے اپنا شجرہ نسب بھی بھجوایا ہے۔)

2

مسلمانوں پر دوسری تباہی

دوسری تباہی آخری زمانہ کے وقت مقدر تھی جس کے آثار اب نمودار ہو رہے ہیں۔

عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَکُمۡ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ
وَجَعَلۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۹)

العیاذ باللہ

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَهۡدِیۡ لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ وَیُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا ۙ ﴿۱۷:۱۰﴾

یہ قرآن یقیناً اس (راہ کی) طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ درست ہے اور مومنوں کو جو مناسب حال کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (بہت) بڑا اجر (مقدر) ہے۔
(از تفسیر کبیر ۱۷:۱۰)

تفسیر

مسلمانوں کے لئے ڈرنے کا مقام

یہ قرآن کریم یقیناً اس مقصد کی طرف ہدایت کرتا ہے جو پہلے لوگوں کے مقاصد سے بہت اعلیٰ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے نتائج بھی ان کتابوں سے اعلیٰ ہی نکلیں اور وہ انعام جو اس کے نتیجہ میں ملیں گے وہ روحانی بھی ہوں گے اور جسمانی بھی۔ پس اس پر عمل کرو اور انعام حاصل کرو۔

اسی طرح اس میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تم کو پہلے لوگوں سے بڑھ کر اور بہتر انعام ملنے والا ہے۔ پس تم کو ان لوگوں سے زیادہ ہوشیار رہنا چاہیے تا ایسا نہ ہو کہ کسی وقت تمہاری نسلیں انعام پر اترا کر خراب ہو جائیں اور الٰہی عذاب کی مستحق ہو جائیں۔

وَّاَنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۷:۱۱﴾

اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔
(از تفسیر کبیر ۱۷:۱۱)

تفسیر

اس آیت میں اس مضمون کی طرف جو پہلی آیت میں اشارہ بیان ہوا تھا واضح کیا گیا ہے اور فرماتا ہے کہ جو قوم بھی اپنے انجام سے غافل ہو جائے آخر عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

آخرت کے معنی

آخرت کے معنی 'بعد میں آنے والی چیز' کے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں چونکہ یوم آخرت کا بار بار ذکر ہے لوگوں کے ذہن پر یہ امر مسلط ہو گیا ہے کہ آخرت کے معنی صرف یوم آخرۃ کے ہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ آخرت کے اصل معنی بعد میں آنے والی شئے کے ہیں۔ پس جس موقعہ پر اس لفظ کا استعمال ہو اسی کے مطابق اس کے معنی کئے جانے چاہئیں۔

اس جگہ موقعہ کے لحاظ سے قوموں کے انجام کے معنے نہایت مناسب ہیں اور معنے یہ ہیں کہ جو قومیں اس امر کو بھلا دیتی ہیں کہ ہر کمالے را زوالے۔ اور اپنے انجام کی اصلاح سے غافل ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بھی سست ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہیں۔

پس ہر قوم کو اپنے انجام کو زیر نظر رکھنا چاہیے اور ہر خرابی کے موقعہ پر اپنی قوم کی اصلاح کر لینی چاہیے تا کہ اسے نئی زندگی ملتی رہے اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے وہ بچ جائے۔

اس آیت سے پہلے جو واؤ عاطفہ ہے وہ انہی معنوں پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کو ہے اور مسلمان یومِ آخر پر ایمان رکھتے تھے اس کے منکر نہ تھے۔

وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ؕ ﴿۱۷:۱۰۵﴾

اور اس کے (ڈوب مرنے کے بعد) بنی اسرائیل کو ہم نے کہہ دیا (کہ) تم اس (موعود) ملک میں (جا کر آرام سے) رہو۔ پھر جب پچھلی بار کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا۔ تو ہم تم (سب) کو جمع کر کے لے آئیں گے۔

(از تفسیر کبیر ۱۷:۱۰۵)

حَلِّ لُغَات

لَفِيۡفًا لَفِيۡفًا یہ لَفَّ سے فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول ہے۔ لَفَّہٗ کے معنے ہیں۔ ضَمَّہٗ سمیٹا۔ جَمَعَہٗ اس کو جمع کیا۔ لَفَّ الشَّیْءَ بِالشَّیْءِ: ضَمَّہٗ اِلَیۡہِ وَوَصَلَہٗ بِہٖ ایک چیز کو دوسری سے ملا دیا۔ لَفَّ الْكَتِيۡبَتَيۡنِ: خَلَطَ بَيۡنَهُمَا فِي الۡحَرۡبِ۔ جنگ میں دو دوستوں کو آپس میں ملا دیا۔ اَللَّفِيۡفُ :اَلْمَجْمُوۡعُ ۔جمع کیا ہوا۔ مَااجۡتَمَعَ مِنَ النَّاسِ مِنۡ قَبَائِلَ شَتّٰی ۔ مختلف قوموں کے آدمیوں کی جماعت۔ (اقرب)

تفسیر

اُسۡكُنُوا الۡأَرۡضَ

اس سے مراد مصر کی سرزمین نہیں۔ کیونکہ مصر میں تو وہ نہیں آباد ہوئے اس سے مراد ملک کنعان ہے یعنے وہ ملک جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ گویا الارض سے مراد معہود ذہنی ہے۔

آنحضرتؐ کی فضیلت موسیٰؑ پر وطن واپس ملنے کے ذریعہ سے

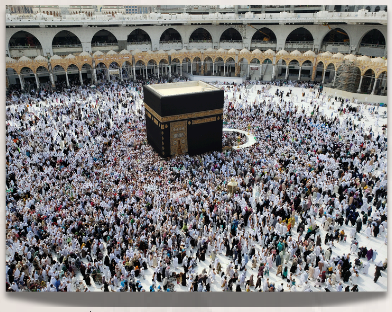

رسول کریم ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام پر یہ فضیلت ہے کہ ان کو جو جگہ ملی وہ مصر کے قائم مقام تھی۔
مصر نہیں ملا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عین وہ جگہ ملی جو آپ کا وطن تھا اور پھر دشمنوں کے ملک بھی ہاتھ آئے۔
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ ۔یعنی اب تم کنعان میں جاؤ۔ لیکن ایک وقت کے بعد تم کو وہاں سے نکلنا پڑے گا پھر خدا تعالیٰ تم کو واپس لائے گا پھر تم نافرمانی کروگے اور دوسری دفعہ عذاب آئے گا اس کے بعد تم جلاوطن رہو گے یہاں تک کہ تمہاری مثیل قوم کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت آجائے اس وقت پھر تم کو مختلف ملکوں سے اکٹھا کر کے ارض مقدس میں واپس لایا جائے گا۔

'مسلمانوں کی مماثلت بنی اسرائیل سے ترقی اور تنزل کے لحاظ سے'

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے لئے دو تباہیوں کی خبر اس سورۃ کے شروع میں دی گئی تھی ویسی ہی خبر مسلمانوں کے لئے بھی دی گئی ہے کیونکہ مسلمانوں کو بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰؑ کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سورۃ کے شروع میں دو وعدوں کا ذکر ہے اور دونوں عذاب کے وعدے ہیں۔ ایک بخت نصر شاہ بابل کے ہاتھوں پورا ہوا۔ اور دوسرا ٹائیٹس شاہ روم کے ہاتھ سے پورا ہوا۔ (دیکھو رکوع اوّل)
ان دونوں وعدوں میں بنی اسرائیل کے اکٹھا کرنے کا ذکر نہیں بلکہ ان کے پراگندہ ہونے کا ذکر ہے۔
اس کے برخلاف اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ دوسرے وعدے کے وقت بنی اسرائیل کو پھر ارض مقدس میں لایا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا وعدہ کوئی اور ہے اور اس دوسرے وعدے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دوسرے وعدے کے ساتھ کوئی پہلا وعدہ بھی ہے۔
اب ہم غور کرتے ہیں تو ان دو وعدوں کا ذکر قرآن کریم میں صرف اس طرح ملتا ہے کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اور سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے ایک حصہ کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ اہل کتاب کے نقش پر چلیں گے۔ پس ان دونوں باتوں کو ملا کر ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

کہ بنی اسرائیل کی طرح دو عذاب کے وعدے مسلمانوں کے لئے بھی کئے گئے ہیں۔ اور اس جگہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے۔ اور بتایا یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا۔ کہ دوسری دفعہ ارض مقدس کچھ عرصہ کے لئے ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ پھر تم کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔ چنانچہ دیکھ لو اسی طرح واقعہ ہوا ہے۔ جس طرح بخت نصر کے وقت میں پہلی دفعہ ارض مقدس یہود کے ہاتھ سے نکلی۔ اسی طرح صلیبی جنگوں کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلی۔

(THE NEW ENCYCLOPEDIA BRITANNICA زیر لفظ CRUSADE)

پھر جس طرح موسیٰؑ سے تیرہ سو سال بعد حضرت مسیحؑ کے صلیب کے واقعہ کے بعد جبکہ گویا وہ بظاہر اس ملک کے لوگوں کے لئے مر گئے تھے بنی اسرائیل کو ارض مقدس سے دوبارہ بے دخل کر دیا گیا۔ اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اتنا ہی عرصہ گزرا ہے، مسلمانوں کی حکومت پھر ارض مقدس سے جاتی رہی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا مسلمانوں کا یہ دوسرا عذاب یہود کے لئے ارض مقدس میں واپس آنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔

تفسیر فتح البیان کے مصنف اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک وَعدُ الاٰخِرَۃ سے اس جگہ مسیح موعود کا نزول مراد ہے۔ ان علماء کا یہ قول میری تفسیر کی تائید کرتا ہے۔

وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِى الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوۡنَ ﴿﴾ اِنَّ فِىۡ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِيۡنَ ﴿﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿﴾ (۲۱:۱۰۶،۱۰۷،۱۰۸)

اور ہم نے زبور میں کچھ نصیحتیں کرنے کے بعد یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ارض (مقدس) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس (مضمون) میں ایک پیغام ہے اس قوم کے لئے جو عبادت گزار ہے۔ اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (از تفسیر کبیر ۲۱:۱۰۶،۱۰۷،۱۰۸)

حَلِّ لُغَات

بَلَاغٌ بَلَاغٌ کے معنے ہیں اَلۡاِنۡتِهَاءُ اِلَى اَقۡصَى الۡمَقۡصَدِ وَالۡمُنۡتَهٰى اپنے مقصد اور مدعا کی انتہائی حد تک پہنچنا۔ نیز اس کے معنے ہیں اَلتَّبۡلِيۡغُ پہنچانا اسی طرح اس کے معنے اَلۡكِفَايَةُ کے بھی ہیں یعنی کافی ہونا۔ (مفردات)

تفسیر

فرماتا ہے ہم نے زبور میں کچھ شرائط بیان کرنے کے بعد یہ بات لکھ چھوڑی ہے کہ ارض مقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اس میں عبادت گزار بندوں کے لئے ایک پیغام ہے "اور ہم نے تجھ کو ساری دنیا کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" مطلب یہ ہے کہ بائیبل میں جو یہ پیشگوئی تھی کہ صرف خدا کے نیک بندے ارض مقدس میں رہیں گے۔ اس سے کوئی اس وقت دھوکا نہ کھائے جبکہ بنی اسرائیل اس ملک پر غالب آجائیں گے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر کوئی وقفہ پڑا تو پھر خدا کے بندے اس ملک پر غالب آجائیں گے۔

اس لئے فرماتا ہے کہ عبادت گزار بندوں کے لئے اس میں ایک پیغام ہے یعنی مسلمانوں کو تو ہوشیار کر دے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ پھر بنی اسرائیل اس پر قابض ہو جائیں گے اس لئے یہاں عابدین کا لفظ داؤد کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا اور بتایا کہ میرے بندوں کو کہہ دے کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر کسی وقت تم نے میرے عباد بننے میں کمزوری دکھائی تو پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اس ملک میں واپس لے آئے گا لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ پھر عبادت گزار بن جائیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ پھر غالب آجائیں گے اور ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب زمانوں کے لئے رحمت ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اس وقت ختم نہیں ہو جاتا جب بنی اسرائیل فلسطین پر قابض ہوں۔ بلکہ اس کے بعد بھی وہ زمانہ ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔

پس مایوس نہیں ہونا چاہیے جب دوبارہ رحمت الٰہی جوش میں آجائے گی، مسلمان دوبارہ فلسطین میں غالب آجائیں گے۔

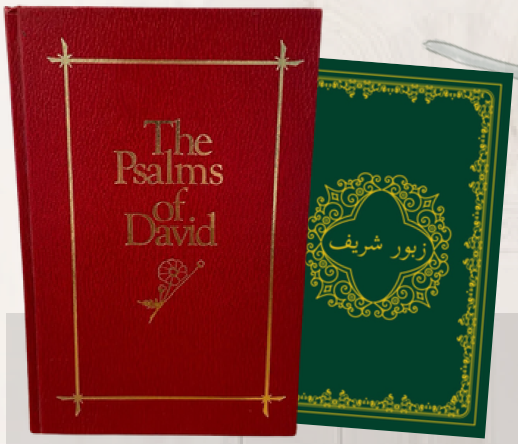

اس آیت میں زبور کی جس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا ذکر زبور باب ۳۷ میں آتا ہے اس میں لکھا ہے۔

تُو بدکرداروں کے سبب سے بیزار نہ ہو اور بدی کرنے والوں پر رشک نہ کر کیونکہ وہ گھاس کی طرح جلد کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اور سبزہ کی طرح مرجھا جائیں گے۔ خداوند پر توکل کر اور نیکی کر، ملک میں آباد رہ اور اس کی وفاداری سے پرورش پا، خداوند میں مسرور رہ۔ اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔ اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اور اس پر توکل کر، وہی سب کچھ کرے گا۔ وہ تیری راست بازی کو نور کی طرح اور تیرے حق کو دوپہر کی طرح روشن کرے گا۔ خداوند میں مطمئن رہ اور صبر سے اس کی آس رکھ، اس آدمی کے سبب سے جو اپنی راہ میں کامیاب ہوتا اور برے منصوبوں کو انجام دیتا ہے، بیزار نہ ہو۔ قہر سے باز آ اور غضب کو چھوڑ دے۔ بیزار نہ ہو۔ اس سے برائی ہی نکلتی ہے کیونکہ بدکردار کاٹ ڈالے جائیں گے۔ لیکن جن کو خداوند کی آس ہے ملک کے وارث ہوں گے۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں شریر نابود ہو جائے گا۔ تو اس کی جگہ کو غور سے دیکھے گا۔ پر وہ نہ ہو گا لیکن حلیم ملک کے وارث ہوں گے۔ اور سلامتی کی فراوانی سے شادمان رہیں گے۔
(زبور باب ۳۷ آیت ۱ تا ۱۱)

اسی طرح زبور باب ۳۷ آیت ۲۹ میں لکھا ہے:

”صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ سے رہیں گے۔“

مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وعدہ ارض مقدس کے متعلق بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔ یہ کوئی غیر مشروط وعدہ نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ نیکی اور تقویٰ اور صلاحیت کی شرط لگائی گئی تھی اور انہیں کھلے طور پر بتا دیا گیا تھا کہ اگر تم نے شرارتوں پر کمر باندھ لی اور بدکرداریوں کو اپنا شیوہ بنالیا تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں انتباہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سرکشی پیدا ہوگئی تو جیسے تمہارے ساتھ بھلائی کرنے اور تم کو بڑھانے سے خداوند خوشنود ہوا ایسے ہی تم کو فنا کرانے اور ہلاک کر ڈالنے سے خداوند خوشنود ہوگا۔ اور تم اس ملک سے اکھاڑ دیے جاؤ گے۔ جہاں تو اس پر قبضہ کرنے کو جا رہا ہے۔ اور خداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کرے گا۔ وہاں تو لکڑی اور پتھر کے اور معبودوں کی جن کو تُو یا تیرے باپ دادے جانتے بھی نہیں پرستش کرے گا۔“ (استثنا باب ۲۸ آیت ۶۳، ۶۴)

مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی خبر دے دی کہ اس عذاب کے بعد بنی اسرائیل نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی تو ان پر پھر رحم کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

خداوند تیرا خدا تیری اسیری کو پلٹ کر تجھ پر رحم کرے گا اور پھر کر تجھ کو سب قوموں میں سے جن میں خداوند تیرے خدا نے تجھ کو پراگندہ کیا ہو جمع کرے گا اگر تیرے آوارہ گروہ دنیا کے انتہائی حصوں میں بھی ہوں تو وہاں سے بھی خداوند تیرا خدا تجھ کو جمع کر کے لے آئے گا۔ (استثناء باب ۳۰ آیت ۳، ۴)

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی تھی کہ جب تمہاری شرارتیں بڑھ گئیں تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا اور یہ زمین پھر تمہارے سپرد کر دی جائے گی۔ مگر اس کے بعد پھر دوبارہ ایک تباہی کی خبر دی گئی اور بتایا گیا کہ یہود پھر سرکش ہو جائیں گے اور پھر ان پر الہٰی عذاب نازل ہوگا اور وہ اس ملک سے نکال دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی بھی پیشگوئی کی۔

اور فرمایا کہ ”انہوں نے اجنبی معبودوں کے باعث غیرت اور مکروہات سے اسے غصہ دلایا۔۔۔۔۔۔ خداوند نے یہ دیکھ کر ان سے نفرت کی کیونکہ اس کے بیٹوں اور بیٹیوں نے اسے غصہ دلایا (اس جگہ تمام یہودی مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں قرار دیا گیا ہے) تب اس نے کہا۔ میں اپنا منہ ان سے چھپالوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ ان کا انجام کیسا ہوگا کیونکہ وہ گردن کش نسل اور بے وفا اولاد ہیں۔۔۔ میں ان پر آفتوں کا ڈھیر لگاؤں گا اور اپنے تیروں کو ان پر ختم کروں گا وہ بھوک کے مارے گھل جائیں گے اور شدید حرارت اور سخت ہلاکت کا لقمہ ہو جائیں گے۔

اور میں ان پر درندوں کے دانت اور زمین پر سرکنے والے کیڑوں کا زہر چھوڑ دوں گا باہر وہ تلوار سے مریں گے اور کوٹھریوں کے اندر خوف سے جواں مرد اور کنواریاں، دودھ پیتے بچے اور پکے بال والے سب یوں ہی ہلاک ہوں گے۔"
(استثنا باب ۳۲، آیت ۱۶ تا ۲۵)

غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو دو تباہیوں کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اس ملک پر تمہارا قبضہ دائمی نہیں ہو گا۔

بلکہ پہلے تمہارا قبضہ ہو گا اور پھر تم نکالے جاؤ گے۔ پھر تمہارا قبضہ ہو گا اور پھر تم نکالے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کس شان اور عظمت سے پورا ہوا۔

اس کی تفصیل سورۃ بنی اسرائیل کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ فِى الۡكِتٰبِ لَـتُفۡسِدُنَّ فِى الۡاَرۡضِ مَرَّتَيۡنِ وَلَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ﴿﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّيَارِ‌ ؕ وَكَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ﴿﴾ ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا ﴿﴾ (۲۱:۵،۶،۷)

یعنی ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات کھول کر پہنچا دی تھی کہ تم یقیناً اس ملک میں دو دفعہ فساد کرو گے اور یقیناً تم بڑی سرکشی اختیار کرو گے چنانچہ جب ان دو دفعہ کے فسادات میں سے پہلی دفعہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے بعض بندوں کو تمہاری سرکوبی کے لئے تم پر کھڑا کر دیا۔ جو سخت جنگجو تھے اور وہ تمہارے گھروں کے اندر جا گھسے اور یہ وعدہ بہر حال پورا ہو کر رہنے والا تھا۔ پھر ہم نے تمہاری طرف دوبارہ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت کو لوٹا دیا۔ اور ہم نے مالوں اور بیٹوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہیں جتھے کے لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔

پھر فرماتا ہے:

اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ‌ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ﴿﴾ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا‌ ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ﴿﴾

(۲۱:۸،۹)

جب دوسری بار والا وعدہ پورا ہونے کا وقت آگیا۔ تاکہ وہ دشمن تمہارے منہ خوب کالے کریں۔ اور تمہارے معزز لوگوں سے ناپسندیدہ معاملہ کریں اور اسی طرح مسجد میں داخل ہوں جس طرح وہ اس مسجد میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے بالکل تباہ و برباد کر دیں تو ہم نے اپنی اس پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا مگر اب بھی کچھ بعید نہیں کہ تمہارا ربّ تم پر رحم کر دے۔ لیکن اگر تم پھر اپنے اس رویہ کی طرف لوٹے تو ہم بھی اپنے عذاب کی طرف لوٹیں گے۔ اور یقیناً ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ فلسطین کا ملک خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملے گا اور چونکہ پہلے یہود سے یہ وعدہ کیا گیا۔ اس لئے ان کو یہ ملک ملا۔

مگر ملک دیتے وقت خدا تعالیٰ نے کچھ شرائط بھی عائد کر دیں۔ اور فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد تمہاری شرارتوں کی وجہ سے ہم یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔ چنانچہ فرمایا

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّيَارِ

جب ان دو بار کے فسادوں میں سے پہلی بار کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم اپنے حکم کے ساتھ ایک قوم کو مقرر کریں گے۔ جو بڑی فوجی طاقت رکھتی ہوگی اور وہ فلسطین کے تمام شہروں میں گھس جائے گی اور تمہاری حکومت کو تباہ کر دے گی مگر تم

ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ

کچھ مدّت کے بعد یہ ملک ہم تم کو واپس دے دیں گے اور تمہاری طاقت اور قوت کو بحال کر دیں گے۔

فِلَسطِین

وَ اَمۡدَ دۡنٰکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَجَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا

اور ہم تم کو مال بھی دیں گے اور بیٹے بھی دیں گے اور تمہیں تعداد میں بھی بہت بڑھادیں گے لیکن پھر ایک وقت کے بعد ہم دوبارہ یہ ملک تم سے چھین لیں گے چنانچہ فرمایا:

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ لِیَسُوۡٓءٗا وُجُوۡہَکُمۡ وَلِیَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ کَمَا دَخَلُوۡہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّلِیُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِیۡرًا

جب وہ دوسرا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو اس لئے کہ وہ لوگ جن کو عارضی طور ہم یہ ملک دینے والے ہیں وہ تمہارے منہ خوب کالے کریں اور جس طرح پہلی دفعہ انہوں نے تمہاری عبادت گاہ کی بے حرمتی کی تھی اسی طرح اس دفعہ بھی اس کو ذلیل کریں۔ یہ دشمن پھر تمہارے ملک میں جا گھسے گا۔ اور تمہاری عبادت گاہ کو ذلیل کرے گا۔ اور جس جس علاقہ میں جائے گا تباہی مچاتا چلا جائے گا۔ مگر فرمایا:

عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَکُمۡ

خدا تم پر رحم کرے گا یعنی اس بدنامی کو دور کر دے گا۔ جو تمہاری دنیا میں ہوئی۔

وَاِنۡ عُدۡ تُّمۡ عُدۡنَا

اور اگر تم اپنی شرارتوں سے پھر بھی باز نہ آئے تو ہم بھی اپنی اسی سنت کی طرف لوٹیں گے۔ اور پھر یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔

وَجَعَلۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا

اور جہنم کو ہم تمہارے لئے قید خانہ بنادیں گے یعنی پھر تم اس ملک میں واپس نہیں آسکو گے۔

چنانچہ دیکھ لو خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہ ملک کچھ عرصہ تمہارے پاس رہے گا مگر اس کے بعد چھینا جائے گا چنانچہ بابلی فوجیں آئیں اور انہوں نے عبادت گاہیں بھی تباہ کیں، شہر بھی تباہ کئے اور سارے ملک پر قبضہ کرلیا اور قریباً ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی۔

(۲ سلاطین باب ۲۴ آیت ۱۰ تا ۱۷، ۲ تواریخ باب ۳۶ آیت ۲۱،۲۰، جیوش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظNEBUCHADNEZZAR)

اس کے بعد وہ حکومت بدل گئی اور پھر یہودی اپنے ملک پر قابض ہو گئے۔ پھر مسیح کے بعد رومی لوگوں نے اس ملک پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کیا۔ اسی طرح مسجد کو تباہ کیا اور اس کے اندر سؤر کی قربانی کی اور اس پر ان کا لمبے عرصہ تک قبضہ رہا۔
لیکن آخر رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا۔

اس لئے یہاں یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہودیوں کو یہ ملک واپس کیا جائے گا بلکہ فرمایا تھا کہ

پھر ہم تم پر رحم کریں گے۔

یعنی تمہاری وہ بے عزتی دور ہو جائے گی چنانچہ جب رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا تو پھر وہ موسیٰؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔ داؤدؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔ اسی طرح باقی جس قدر انبیاء تھے ان کو بھی ماننے لگ گیا تھا۔ وہ عیسیٰؑ کو ماننے والا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی چونکہ موسوی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ عیسائی بادشاہت یہودی نبیوں کا ادب کرتی تھی۔ تورات کا ادب کرتی تھی۔ بلکہ تورات کو بھی اپنی مقدس کتاب سمجھتی تھی گویا خدا کا رحم ہو گیا۔

مگر فرماتا ہے:

اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

اگر اس کے بعد تم لوگ پھر بگڑے اور شرارتیں کیں تو پھر ہم تمہارے ہاتھ سے یہ بادشاہت نکال دیں گے یعنی پھر مسلمان آجائیں گے اور ان کے قبضہ میں یہ ملک چلا جائے گا اور وہ

عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ

بنیں گے اور تمہارے لئے پھر جہنم پیدا ہو جائے گا۔ جس میں تم ہمیشہ جلتے رہو گے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے اس جگہ مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ یہ ملک یہود سے چھین کر ایک اور قوم کو دے دیا جائے گا۔

۲۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ ملک یہود کو واپس مل جائے گا۔

۳۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ پھر ان سے چھین لیا جائے گا۔

۴۔ اس کے بعد یہ ملک پھر واپس کیا جائے گا۔ مگر یہود کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ بلکہ موسوی سلسلے کے ماننے والوں یعنی عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

۵۔ اگر پھر شرارت کی گئی (اب اس میں عیسائی بھی شامل ہو گئے کیونکہ وہ بھی یہودیوں کا ایک گروہ تھے۔) تو پھر یہ زمین ان سے چھین لی جائے گی اور ایک اور قوم کو دے دی جائے گی یعنی مسلمانوں کو مگر اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر اس کی ہتک کریں گے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ماتحت انبیاء مقدس تھے۔ مگر ان کی جگہیں بھی مقدس تھیں۔ اس لئے مسلمان ان کی مسجدوں میں وہ خرابیاں نہیں کر سکتے تھے جو بابلیوں اور رومیوں نے کیں۔ یہ عجیب لطیفہ اور قوموں کی ناشکری کی مثال ہے کہ بابلیوں نے یہودیوں کے ملک کو تباہ کیا اور ان کی مسجد کو ذلیل کیا۔ یوروپین مصنف کتابیں لکھتے ہیں تو بابلیوں کو کوئی گالی نہیں دیتا کوئی ان کو برا بھلا نہیں کہتا۔ کوئی ان پر الزام نہیں لگاتا۔ رومیوں نے اس ملک کو لیا اور اس مسجد میں خنزیر کی قربانیاں کیں عیسائی رومی تاریخ پر کتابیں لکھتے ہیں۔ GIBBON نے بھی ”دی ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر“
“THE DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE”
لکھی ہے مگر سب کتابوں کو دیکھ لو وہ کہتے ہیں رومن ایمپائر جیسی اچھی ایمپائر کوئی نہیں (ENCYCLOPEDIA BRITANNICA زیر لفظ ROMAN EMPIRE) حالانکہ انہوں نے ان کی مسجد کو گندہ کیا مگر وہ قوم جس نے ان کی مسجد کو گندہ نہیں کیا اس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

'حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فلسطین فتح ہوا'

اور جس وقت آپ یروشلم گئے تو یروشلم کے پادریوں نے باہر نکل کر شہر کی کنجیاں آپ کے حوالے کیں اور کہا کہ آپ اب ہمارے بادشاہ ہیں۔ آپ مسجد میں آکر دو نفل پڑھ لیں تاکہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ آپ نے ہماری مقدس جگہ میں جو آپ کی بھی مقدس جگہ ہے نماز پڑھ لی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری مسجد میں اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ میں ان کا خلیفہ ہوں۔ کل کو یہ مسلمان اس مسجد کو چھین لیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہماری مقدس جگہ ہے۔ اس لئے باہر ہی نماز پڑھوں گا تاکہ تمہاری مسجد نہ چھینی جائے۔ پس ایک وہ تھے جنہوں نے وہاں خنزیر کی قربانی کی اور یورپ کا منہ اس کی تعریف کرتے ہوئے خشک ہوتا ہے اور ایک وہ تھا جس نے ان کی مسجد میں دو نفل پڑھنے سے بھی انکار کیا کہ کہیں مسلمان کسی وقت یہ مسجد نہ چھین لیں۔ اور اس کو رات دن گالیاں دے جاتی ہیں۔ کتنی ناشکر گزار اور بے حیا قوم ہے۔

اب مسلمانوں کے پاس فلسطین آجانے کے بعد سوال ہو سکتا ہے کہ یہ ملک یہودیوں کے ہاتھ بھی نہ رہا اور عیسوی سلسلے کے پاس بھی نہ رہا۔ یہ کیا معمہ ہے؟

لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ اعتراض نہیں پڑتا اس لئے کہ بعض دفعہ جب کسی بات پر جھگڑا ہوتا ہے اور وراثت کے کئی دعوے دار بن جاتے ہیں تو سچے وارث کہتے ہیں کہ ہم ان کے وارث ہیں اور ان کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہی صورت اس جگہ واقعہ ہوئی ہے۔

خدا ملک دینے والا تھا۔ خدا کے سامنے مقدمہ پیش ہوا کہ موسیٰؑ اور داوٗدؑ کے وارث یہ مسلمان ہیں۔ یا موسیٰؑ اور داوٗدؑ کے وارث یہ یہودی اور عیسائی ہیں۔ تو کورٹ نے ڈگری دی کہ اب موسیٰؑ اور داوٗدؑ کے وارث مسلمان ہیں۔ چنانچہ ڈگری سے ان کو ورثہ مل گیا۔ پھر آگے چل کر فرماتا ہے کہ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (بنی اسرائیل: ۱۰۵) پھر اس کے بعد ایک اور وقت آئے گا۔ کہ یہودیوں کو دنیا کے اطراف سے اکٹھا کر کے فلسطین میں لا کر بسا دیا جائے گا چنانچہ وہ وقت اب آیا ہے۔ جب کہ یہودی اس جگہ پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔

کراچی اور لاہور میں میں جب بھی گیا ہوں مسلمان مجھ سے پوچھتے رہے ہیں کہ یہ تو خدائی وعدہ تھا کہ یہ سرزمین مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گی۔ پھر یہودیوں کو کیسے مل گئی؟

میں نے کہا۔ کہاں وعدہ تھا۔ قرآن میں تو لکھا ہے کہ پھر یہودی بسائے جائیں گے۔ کہنے لگے۔ اچھا جی! یہ تو ہم نے کبھی نہیں سنا۔ میں نے کہا تمہیں قرآن پڑھانے والا کوئی ہے ہی نہیں تم نے سنا کہاں سے ہے۔ میری تفسیر پڑھو تو اس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ تو یہ جو وعدہ تھا کہ پھر یہودی اَرض کنعان میں آجائیں گے قرآن میں لکھا ہوا موجود ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا جب وہ آخری زمانہ کا وعدہ آئے گا۔ تو پھر ہم تم کو اکٹھا کر کے اس جگہ پر لے آئیں گے۔

اس جگہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا اور دوسری دفعہ ارض مقدس ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اس وقت اللہ تعالیٰ پھر یہود کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔

اس جگہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ یہود کے آنے کی وجہ سے اسلام منسوخ ہو گیا۔ گویا ان کے نزدیک اسلام کے منسوخ ہونے کی یہ علامت ہے کہ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ نے اس پر قبضہ کرنا تھا۔ جب مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے تو معلوم ہوا کہ مسلمان عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ نہیں رہے۔ یہ اعتراض زیادہ تر بہائی قوم کرتی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہی پیشگوئی تورات میں موجود ہے یہی پیشگوئی قرآن میں موجود ہے اور اس پیشگوئی کے ہوتے ہوئے اس ملک کو بابلیوں نے سو سال رکھا مگر اس وقت یہودی مذہب بہائیوں کے نزدیک منسوخ نہیں ہوا۔

ٹائٹس کے زمانہ سے لے کر سو دو سو بلکہ تین سو سال تک فلسطین روم کے مشرکوں کے ماتحت رہا وہ عیسائیوں کے قبضہ میں نہیں تھا۔ یہودیوں کے قبضہ میں نہیں تھا مسجد میں سور کی قربانی کی جاتی تھی۔ اور پھر بھی یہودیت کو سچا سمجھا جاتا تھا لیکن یہودیوں کے آنے پر نو سال کے اندر اندر اسلام منسوخ ہو گیا۔ کیسی پاگل پن والی اور دشمنی کی بات ہے اگر واقعہ میں کسی غیر قوم کے اندر آجانے سے کوئی پیشگوئی باطل ہو جاتی ہے اور عارضی قبضہ بھی مستقل قبضہ کہلاتا ہے۔

تو تم نے سو سال پیچھے ایک دفعہ قبضہ دیکھا ہے تین سو سال دوسری دفعہ کافروں کا قبضہ دیکھا ہے۔ اس وقت یہودیت کو تم منسوخ نہیں کہتے اس وقت کی عیسائیت کو تم منسوخ نہیں کہتے لیکن اسلام کے ساتھ تمہاری عداوت اتنی ہے کہ اسلام میں نو سال کے بعد ہی تم اس قبضہ کو منسوخی کی علامت قرار دیتے ہو۔ جب اتنا قبضہ ہو جائے جتنا یہودیت اور عیسائیت کے زمانہ میں رہا تب تو کسی کا حق بھی ہو سکتا ہے کہ کہے لو جی! اسلام کے ہاتھ سے یہ ملک نکل گیا، لیکن جب تک اتنا قبضہ چھوڑ ا اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوا تو اس پر اعتراض کرنا محض عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر عجیب بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے بہائی ہیں جن کا اپنا وہی حال ہے جیسے ہمارے ہاں مثل مشہور ہے کہ نہ آگا نہ پیچھا وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔

حالانکہ مکہ مدینہ مسلمانوں کے پاس ہے اور یہ دو اہم اسلامی مراکز ہیں ہم ان سے کہتے ہیں ”چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے جس میں نو سو سوراخ“۔

تمہارا کیا حق ہے کہ تم اسلام پر اعتراض کرو

تمہارے پاس تو ایک چپہ زمین بھی نہیں جس کو تم اپنا مرکز قرار دے سکو۔
اسلام کا مکہ بھی موجود ہے اور اسلام کا مدینہ بھی موجود ہے۔
وہ تو ایک زائد انعام تھا۔
وہ ملک اگر عارضی طور پر چلا گیا تو کیا اعتراض ہے؟

بہائیت ۱۸۴۴ سے شروع ہے اور اب ۱۹۵۸ ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کے مذہب کو قائم ہوئے ایک سو چودہ سال ہو گئے اور ایک سو چودہ سال میں ایک گاؤں بھی تو انہوں نے مقدس نہیں بنایا۔

وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں حکومت حاصل نہیں! لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی تو حکومت نہیں ہم نے تو چند سال میں ربوہ بنالیا پہلے قادیان بناہوا تھا۔ اب ربوہ بناہوا ہے یہاں ہم آتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، اکٹھے رہتے ہیں، پھر فلسطین میں بھی کرمل پہاڑ کی چوٹی پر ایک پورا گاؤں احمدیوں کا ہے، جس کا نام کبابیر ہے بہائی بھی تو بتائیں کہ دنیا میں ان کا کوئی مکان ہے یا دنیا میں کسی جگہ پر وہ اکٹھے ہوتے ہیں؟

لیکن اسلام پر صرف نو سال کے قبضے کی وجہ سے ان کے بغض نکلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام ختم ہو گیا اور اپنی حالت یہ ہے کہ عکہ کو مرکز قرار دیا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ حدیثوں میں بھی پیشگوئیاں تھیں کہ عکلن کے پاس ہو گا اور تورات میں بھی پیشگوئیاں تھیں مگر اب میں بہائیوں کا نام ونشان بھی نہیں ہے اور ان کے لیڈر شوقی افندی جو کی بجائے سال کا اکثر حصہ سوئٹزر لینڈ میں گزار گئے، وہ بھی وفات پا چکے ہیں اور ان کے بعد ابھی تک بہائیوں کا کوئی قائم مقام لیڈر بھی تجویز نہیں ہوا۔

پھر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں اور کئی جاہل ان کے اعتراضوں سے مرغوب ہو جاتے ہیں۔ غرض بابلیوں کے آنے اور رومیوں کے عارضی طور پر وہاں آجانے کو جس کا عرصہ ایک دفعہ ایک سو سال اور دوسری دفعہ قریباً تین سو سال کا تھا۔

اگر موسیٰؑ اور داؤدؑ کے پیغام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں قرار دیا گیا تو اس وقت یہود کا عارضی طور پر قبضہ جس میں صرف چند سال گزرے ہیں۔

اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو اس کے صادق ہونے کی علامت ہے۔

جب اس نے خود یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ مسلمانوں کو نکالا جائے گا اور یہودی واپس آئیں گے تو یہودیوں کا واپس آنا اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں اسلام کے سچا ہونے کی علامت ہے کیونکہ جو کچھ قران نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا۔

باقی رہا یہ کہ پھر عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں کس طرح رہا؟

سو اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی طور پر قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے۔ اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں ”عارضی طور پر“ تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یُو۔ این۔ او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ پر لا کر مسلمانوں کو بسائیں۔

دیکھو حدیثوں میں بھی یہ پیشگوئی آتی ہے۔ حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ فلسطین کے علاقہ میں اسلامی لشکر آئے گا اور یہودی اس سے بھاگ کر پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے اور جب کوئی مسلمان سپاہی کسی پتھر کے پاس سے گزرے گا تو وہ پتھر کہے گا کہ اے مسلمان! خدا کے سپاہی میرے پیچھے ایک یہودی کافر چھپا ہوا ہے اس کو مار۔

(بخاری کتاب الجهاد والسير باب قتال اليهو)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس وقت کسی یہودی کا فلسطین میں نام ونشان بھی نہیں تھا۔
پس اس حدیث سے صاف پتہ لگتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں یہودی اس ملک پر قابض ہوں گے۔ مگر پھر خدا مسلمانوں کو غلبہ دے گا اور اسلامی لشکر اس ملک میں داخل ہوں گے اور یہودیوں کو چُن چُن کے چٹانوں کے پیچھے ماریں گے۔ پس عارضی میں اس لئے کہتا ہوں کہ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کا حکم موجود ہے۔ مستقل طور پر تو فلسطین عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں رہنی ہے۔

سو خدا تعالیٰ کے عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے۔ نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کر سکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کر سکتے ہیں۔ نہ روس کی مدد کچھ کر سکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگا لے۔

اس جگہ پر ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے اور وہ اعتراض یہ ہے کہ یہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ فرمایا ہے اور تم کہتے ہو کہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد آخری زمانہ ہے۔ مگر سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیات میں بھی تو ایک وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کا ذکر ہے جس میں رومیوں کے حملہ کا ذکر ہے تو کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (بنی اسرائیل:۱۰۵) رومیوں کے حملہ کے متعلق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس صورت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کو عذاب کا قائم مقام قرار دیا ہے اور اس صورت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کو انعام کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کو انعام سمجھ لیا جائے۔ اس جگہ تو فرمایا ہے کہ جب دوسری دفعہ والا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو تم کو تباہ کر دیا جائے گا اور اس آیت میں ذکر ہے کہ جب وَعْدُ الْاٰخِرَةِ آئے گا تو پھر تم کو لا کے اس ملک میں بسا دیا جائے گا۔
اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اور ہے اور وہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اور ہے۔

وہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد ہے
موسوی سلسلہ کی پیشگوئی کی آخری کڑی۔

اور یہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد یہ ہے
کہ آخری زمانہ یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پیش گوئی۔

پس یہ الفاظ گو ملتے ہیں لیکن دونوں کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ یہ اور وعدہ ہے اور وہ اور وعدہ ہے۔ وہ وعدہ عذاب کا ہے اور یہ وعدہ انعام کا ہے۔ اور انعام کا قائم مقام عذاب کا وعدہ نہیں ہو سکتا۔

بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اِس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم وحیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لُوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحرالایادہ
فَسُبْحَا نَ الَّذِ ی اَخْزَ الْاَعَادِیْ

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
بَرَ آَت ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بدزندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبْحَا نَ الَّذِ ی اَخْزَ الْاَعَادِیْ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
نہ آوے ان کے گھر تک رُعبِ دجّال
بچانا اُن کو ہر غم سے بہرِحال
نہ ہوں وہ دُکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی امید ہے دل نے بتادی
فَسُبْحَا نَ الَّذِ ی اَخْزَ الْاَعَادِیْ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے اُن پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا

یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَا نَ الَّذِ ی اَخْزَ الْاَعَادِیْ

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا، الم کا، بے بسی کا
یہ ہو، میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

بشارت تو نے پہلے سے سُنادی
فَسُبْحَا نَ الَّذِ ی اَخْزَ الْاَعَادِیْ

(الحکم، ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱) از درّثمین

انصاف اور امن

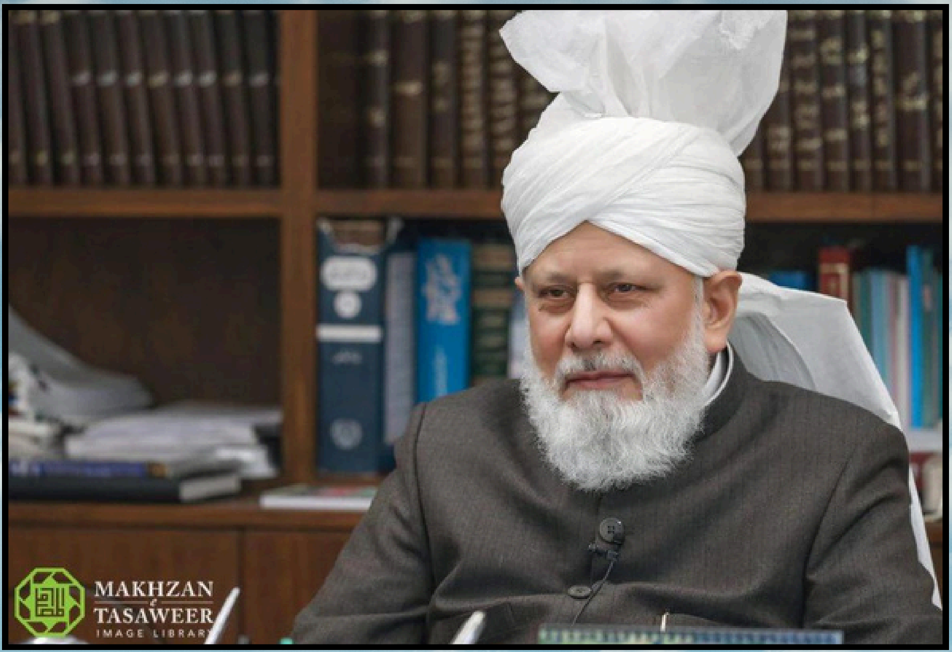

سوال: دنیا کے موجودہ حالات میں بین الاقوامی ادارے مظلوم کو انصاف مہیا کرنے میں ناکام رہے ہیں، حضور انور کی رائے میں کیا تبدیلی لائی جائے کہ مظلوموں کی نجات کے عملی اقدامات ہو سکیں؟

ہمارے سامنے تو مثالیں ہیں۔ میں کئی دفعہ بیان بھی کر چکا ہوں بلکہ ہمارے تو لیٹریچر میں پہلے بھی خلفاء اس کو بیان کرتے رہے ہیں بار بار۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم ہوئی۔ انہوں نے لیگ آف نیشن قائم کی، اس لئے کہ دنیا میں امن قائم کریں گے۔ اور ہم دنیا کو ایک رکھیں گے۔ اور اب ہم جنگ بھی نہیں ہونے دیں گے، تباہی دنیا میں نہیں آنے دیں گے۔ جو چار سال کی جنگ ہوئی پہلی اس طرح کی جنگ دوبارہ نہیں ہونے دیں گے۔

لیکن کیا ہوا؟

یہی ادارے جو تھے انہوں نے انصاف مہیا نہیں کیا اور اس کے نتیجے میں پھر ۱۹۳۹ میں دوبارہ جنگ عظیم دوم شروع ہو گئی۔ اور اس کے بعد پھر انہوں نے یونائیٹڈ نیشن بنا دی۔ یونائیٹڈ نیشن نے پھر انہوں نے پانچ ملکوں کو VETO پاور دے دی۔

پھر انصاف کہاں سے قائم رہا؟

جب تک برابری کے اصول نہیں ہوں گے، اس وقت تک یہی ہو گا۔ توVETO پاور سے پھر فساد دنیا میں پیدا ہو گیا۔ اب کیا ہے؟ اب اسرائیل ظلم کر رہا ہے۔ تو بے شک کہتے ہیں کہ حماس نے ظلم کیا ہو گا۔ حماس نے ۱۳۰۰ آدمی ان کے مار دیئے۔ لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے دس گنا معصوموں کو مار دیا۔ ایک کے بدلے ایک کے بجائے دس آدمی مار دیئے اب تک اور پتہ نہیں اور کتنے مارنے ہیں۔ تو اسرائیل کو کسی کی کہنے کی جرأت نہیں ہے۔

اب اگر یہودیوں پر ظلم ہوا تھا تو جرمنی والوں نے کیا تھا ظلم۔
یورپ نے کیا تھا ظلم۔
فلسطینیوں نے تو ظلم نہیں کیا تھا۔
کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ یہاں ان کو سزا دی جا رہی ہے۔

صرف اس لئے کہ اصل میں ایک لاشعوری طور پر یا ارادۃً، انہوں نے جو مسلمان ممالک ہیں یا اسلام ہیں اس کے خلاف جو ایک نفرت پائی جاتی ہے اس کو یہ تو نہیں یہ لوگ کہتے کہ ہم مذہبی جنگ لڑ رہے ہیں لیکن عملاً یہی ہے کہ کوئی بھی جو مذہب ہے اس کے خلاف ہے کیونکہ جو مسلمان ہیں وہ زیادہ عمل کر رہے ہیں۔ اسلام پہ اس لئے ان کے خلاف تمام وہ طاقتیں اور قوتیں اکٹھی ہو گئی ہیں جن میں Atheists بھی ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

باقی مذاہب کو دلچسپی کوئی نہیں لیکن مسلمان ان کو اپنے مذہب سے دلچسپی ہے۔ اس لئے وہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اصل میں تو یہی ہے کہ یہ طاقتیں اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اگر مذہب نہیں بھی ہے تو تب بھی وہ اپنے معیشت کو قائم رکھنے کے لئے وہ چاہتے ہیں کہ تعلقات قائم رہیں۔

اور اگر کوئی UN میں بل پیش کیا جاتا ہے، قرارداد پیش کی جاتی ہے تو اس کو VETO کر دیتے ہیں۔

توجب ایسے حالات ہوں تو مظلوم کو انصاف کہاں سے مہیا ہونا ہے؟

مظلوم قومیں تو ماری جائیں گی۔ یہی افریقہ کا حال ہے۔ افریقہ میں تو مسلمان نہیں ہیں، عیسائی ہیں لیکن ان کو بھی لُوٹ کر کھا گئے یہ لوگ۔ پیگن ہیں یا عیسائی ہیں ان کو بھی لُوٹ کر کھا رہے ہیں۔ ان کے سارے وسائل اور ذخائر یا معدنیات جو ہیں ان کو بھی لُوٹ کر کھا گئے۔ ان پر بھی اب شور پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ افریقاً قومیں بھی اٹھنا شروع ہو گئی ہیں شور مچانے لگ گئی ہیں کہ ہمیں لُوٹ کر لے گئے یورپ والے سارے۔

تو یہ ساری باتیں کہیں مذہب کے نام پر یا مذہب کے حوالے سے جو یہ باتیں کی جاتی ہیں لیکن اصل مقصد یہی ہے کہ geopolitical gain ہے. جغرافیائی اور سیاسی مقاصد ہیں، جن کے حصول کے لئے یہ لوگ کوششیں کرتے ہیں اور انصاف قائم نہیں کرتے اور کہتے اپنے آپ کو انصاف کا بڑا Champion ہیں، امن قائم کرنے کا Champion ہیں۔

اس کا آخری علاج یہی ہے کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو، انصاف پسند مسلمانوں کی حکومت قائم ہو اور وہ جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ سے ہی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے اب ہمارا کام ہے کہ ہم تبلیغ کریں اور پیغام پہنچائیں جس حد تک پہنچا سکتے ہیں۔

میں بے شمار جگہوں پہ Capitol hill میں بھی، اور باقی جگہوں پر بھی ہر جگہ یہی باتیں کرتا ہوں کہ تم لوگ VETO POWER کی بات جب تک کرتے ہو، اس وقت تک امن قائم نہیں کر سکتے، میں وہاں بھی کہہ کر آیا تھا۔ تمہاری بڑی طاقتیں جو ہیں انصاف قائم کرنا چاہتی ہیں، نہیں کر سکتیں۔ اور آرام سے بات ہو جاتی ہے ان سے، وہ کہتے ہیں بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔

This week with Huzoor ۱۲ جنوری ۲۰۲۴

خلافت کے ہیں رکھوالے اسی کا مان رکھتے ہیں!

اُٹھو یارو مسیح وقت کا اعلان کرتے ہیں!
فرق اتنا ہے ہم میں اور تم میں سنو اے مسلمانو
ہمیں رکنا نہیں ہے اب اور نہ آرام کرنا ہے
ہمیں ہے امن پھیلانا محبت عام کرنی ہے
ہمیں نفرت ہے مٹانی، دلوں کو فتح کرنا ہے
کچھ رسمیں بدلنی ہیں کچھ وعدے نبھانے ہیں
ہمیشہ فکر کرتے ہیں خدا کا قرب پانے کو
خلافت نعمت مولیٰ ہے اطاعت اپنا شیوہ ہے
چنا ہے ہم کو مولی نے اندھیروں کے مٹانے کو
خدا کو ڈھونڈنے والو دلوں کو پاک کرلو تم

مکرمہ مبارکہ مبارک

خلافت کے ہیں رکھوالے اسی کا مان رکھتے ہیں
کہ تم بے رہنما پھرتے ہو اور ہم امام رکھتے ہیں
یہ دنیا کو ہے بتلانا کہ ہم قرآن رکھتے ہیں
قلم ہتھیار ہے اپنا اور وہ تلوار رکھتے ہیں
خدا ہو گا ہمارے ساتھ یہ ایمان رکھتے ہیں
یہ منوانا ہے محمد مصطفیٰ کیا شان رکھتے ہیں
خدا نہ روٹھ جائے ہم یہ دھیان رکھتے ہیں
سر آنکھوں پر اسکا ہر اک فرمان رکھتے ہیں
دلوں کو جیت لے ایسی شیریں زبان رکھتے ہیں
وہ ملتا ہے اسی کو جو اسکا ارمان رکھتے ہیں

مجلس ۱۹۵اے پیرس فرانس

اسلام میں جنگ کے اصول

اسلام کی تعلیمات زندگی کے صرف روحانی پہلوؤں پر ہی نہیں بلکہ اخلاقی اور معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہیں، جن میں تنازعات کے دوران طرزِ عمل کے اصول بھی شامل ہیں۔ جنگ کے دوران اسلام کے قوانین قرآن اور حضرت محمد ﷺ کی احادیث میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔

انسانی جان کا احترام

اسلامی قوانین جنگ کا ایک بنیادی اصول انسانی جان کا مکمل احترام ہے۔ قرآن کریم سکھاتا ہے کہ زندگی مقدس ہے اور ایک بے گناہ شخص کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ (قرآن ۵:۳۳)۔ یہ اصول اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ جنگ کے دوران بھی انسانی جان کی قدر کی جانی چاہیے۔

غیر جنگجوؤں کی حفاظت

اسلامی قوانین جنگ، غیر جنگجوؤں کی حفاظت پر بھی زور دیتے ہیں۔ جن میں خواتین، بچے، بوڑھے اور معذور افراد شامل ہیں۔ فطرت، یعنی درختوں اور جانوروں کی حفاظت بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے جنگ کے دوران ان کمزور گروہوں کو نقصان پہنچانے سے خاص طور پر منع کیا ہے۔ ایک حدیث میں مذکور ہے: "عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر حملہ نہ کرو۔" (سنن ابو داؤد)

تناسب اور ضبط نفس

اسلام جنگ کے دوران طاقت کے استعمال میں تناسب کی تلقین کرتا ہے۔ ممکنہ حد تک غیر ضروری نقصان کو کم سے کم کرنا چاہیے۔ قرآن کی ایک آیت اس بات کو واضح کرتی ہے: "جو تم سے لڑتے ہیں، تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو، لیکن زیادتی نہ کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (قرآن ۲:۱۹۱)

جنگی قیدیوں کا تحفظ

اسلامی قوانین جنگی قیدیوں کے انسانی سلوک کا تقاضا کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: "میں اس شخص کے خلاف ہوں جو کسی قیدی کو تکلیف دے۔" اس حدیث میں قیدیوں کو اذیت دینے کی ممانعت اور ان کے ساتھ عزت واحترام کا سلوک کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

مذہبی رواداری

اسلامی قوانین جنگ کا ایک منفرد پہلو مذہبی رواداری ہے۔ مسلمانوں کو دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام کرنے اور تنازعات کے دوران مذہبی اقلیتوں کی حفاظت کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن میں مذکور ہے: "اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بِھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔" (قرآن ۲۲:۴۱)

نتیجہ

موجودہ عالمی حالات میں، جو مختلف تنازعات سے دوچار ہیں، امن کی جستجو بہت اہم ہے۔ قرآن اور احادیث میں موجود اسلامی اخلاقی اصول متحارب فریقین کو پرامن حل کی طرف رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ انسانی جان کی قدر، شہریوں کا تحفظ اور بین المذاہب رواداری جیسے بنیادی اقدار تنازعات کے پرامن حل کو فروغ دے سکتی ہیں۔ ان مشکل حالات میں، یہ ضروری ہے کہ عالمی تنازعات میں ملوث فریقین تعمیری مکالمے میں شامل ہوں، ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کریں، اور پرامن بقائے باہمی پر مبنی مستقبل کی تشکیل کے لیے مشترکہ طور پر کام کریں۔ امن، ایک اہم مقصد کے طور پر، باہمی تفہیم، انسانی حقوق کے احترام اور پرامن حل کے لیے مخلصانہ عزم کا تقاضا کرتا ہے۔

عاطفہ رشید، امۃ الباری رشید
جماعت Hauts-de-France

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
قیام امن کے لیے
کی جانے والی چند نصائح
منظوم کلام کی صورت میں

جنگ مشرق میں ہو یا مغرب میں — امنِ عالم کا خُون کرتی ہے
خُون اپنا بہے یا اوروں کا — روحِ انسانیت کچلتی ہے
زیست فاقے سے بِلبلاتی ہے — موت وحشت لیے اترتی ہے
جنگ حل ہے کیا مسئلوں کا؟ — یا اجارہ ہے چند ملکوں کا؟
برتری کے ثبوت کی خاطر — خوں بہانا ہی کیوں ضروری ہے؟
اپنے آنگن میں روشنی کے لیے — گھر جلانا ہی کیوں ضروری ہے؟
اس لیے امن کے محافظ سن — امن قائم رہے تو بہتر ہے
شہر بستے رہیں تو بہتر ہے — لوگ بچتے رہیں تو بہتر ہے
کھیت کھلیان اور بوستاں میں — پھول کھلتے رہیں تو بہتر ہے
آؤ کچھ ایسا اہتمام کریں — ایسی جنگوں کا اختتام کریں
فِکر کی شمع کو جلاتے ہوئے — امن کی روشنی کو عام کریں

مکرمہ درثمین آصف ۔ جرمنی

اسلامی جہاد

اسلامی تعلیمات کے مطابق، جہاد کی تین اقسام ہیں جن کا مقصد معاشرے میں امن قائم کرنا اور اسے فروغ دینا ہے، جیسا کہ ذیل میں وضاحت کی گئی ہے۔

۱) جہادِ اکبر

یعنی سب سے اعلیٰ درجہ کا جہاد۔ یہ نفس کی تبدیلی کے لیے کی جانے والی جدوجہد ہے۔ یہ جدوجہد اپنی ذاتی خواہشات جیسے لالچ، ہوس اور دنیاوی لذّات کے خلاف کی جاتی ہے۔ یہ اس سفر کا حصہ ہے جس میں انسان اپنی حیوانی حالت سے نکل کر ایسی نفسیاتی حالت میں آجاتا ہے جہاں اس کی نفسیات اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ اخلاقی کنٹرول حاصل کر سکے۔ یہ جہاد ہر مسلمان کے لیے ساری زندگی لازم ہے۔

۲) جہادِ کبیر

یعنی بڑا جہاد۔ یہ سچائی اور قرآن مجید کے پیغام کو پھیلانے کا جہاد ہے۔ قرآن مجید ہمیں حکم دیتا ہے کہ اس پیغام کو حکمت، تحمل اور دوسروں کے عقائد کا احترام کرتے ہوئے پھیلائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے..." (قرآن ۱۶:۱۲۶)"

"اور ان لوگوں کو برا نہ کہو جنہیں یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، ورنہ وہ اللہ کو نادانی سے عداوت میں برا کہہ بیٹھیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر قوم کی نگاہوں میں ان کے اعمال کو اچھا کر دکھایا ہے۔ پھر ان کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر آنا ہے، اور وہ انہیں ان کے اعمال کی حقیقت سے آگاہ کرے گا۔" (قرآن ۶:۱۰۹)

قرآن مجید کسی بھی قسم کی زبردستی یا جبر کے استعمال کی ممانعت کرتا ہے:

"دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک، صحیح بات غلط بات سے الگ ہو چکی ہے؛ چنانچہ جو بھی سرکشوں کی پیروی سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے، اس نے یقیناً ایک مضبوط کڑا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔" (قرآن ۲:۲۵۷)

قرآن کے مطابق، جو شخص اپنا وقت، کوشش، دولت یا علم انصاف کے مقصد کے لیے وقف کرتا ہے، وہ جہادِ کبیر کرتا ہے۔ یہ عمل بھی ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۳) جہادِ اصغر

یعنی سب سے نچلے درجے کا جہاد۔ یہ دفاعی جنگ کا جہاد ہے۔
قرآن نے اس قسم کے جہاد کو کچھ شرائط کے ساتھ محدود کیا ہے اور ہر قسم کی زیادتی سے منع کیا ہے۔

جنگ صرف دفاعی ہو سکتی ہے، جارحانہ نہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، لیکن زیادتی نہ کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (قرآن ۲:۱۹۱)

مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنے میں ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا ہو اور ان کی جان کو خطرہ لاحق ہو۔ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہو؛ تعلیم یہ ہے کہ پہلے اس جگہ کو چھوڑ دو جہاں ظلم ہو رہا ہو، اور اگر ظالم مسلمانوں پر ان کے نئے مسکن میں ان کے دین پر عمل کرنے سے روکنے کے لیے حملہ کرتا ہے اور ان کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہوتا ہے، تو صرف ان حالات میں مسلمانوں کو دفاعی جنگ میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت ہے۔

امۃ الباری رشید، عاطفہ رشید
جماعت: Hauts-de-France

پیارے حضور ایدہ اللہ کی پیاری باتیں

"رات کو سونے سے پہلے جب میں قُل یا آیت الکرسی پڑھتا ہوں اور پھونکتا ہوں تو میں اللہ سے دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان پر فضل فرمائے اور ان پر رحم کرے۔ بالکل ویسے ہی جس طرح والدین سونے سے پہلے اپنے بچوں پر دعائیں پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ جب میں سونے سے پہلے یہ دعائیں پڑھتا ہوں تو ساری جماعت پر پھونکتا ہوں جو میرے بچوں کی طرح ہیں۔"
(الفضل انٹرنیشنل ۲۷ مئی ۲۰۲۱)

ناصرات
اردو سیکشن

آج کی بات!

جھوٹ بھی گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

’’جھوٹ بھی گناہِ کبیرہ میں سے ہے اس سے بھی بچناَ ضروری ہے۔ کبھی مذاق میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہئیے، آج کل سوشل میڈیا کے دور میں جھوٹ عام ہو چکا ہے۔ اس لئے آج اس برائی سے بچنے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔‘‘

(خلاصہ اختتامی خطاب فرمودہ ۲۲۔ ستمبر ۲۰۲۴ء بر موقع
سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ)

کر نہ کر

- تُو یاد رکھ کہ کوشش اور محنت سے انسان کے اخلاق تبدیل ہو سکتے ہیں۔
- تُو اپنے اخلاق درست رکھ تا کہ لوگ تجھ سے فائدہ اٹھا سکیں۔
- تُو صرف جسمانی آرام و آسائش کو اپنا مقصود نہ بنا۔
- تُو ذہین بن، مگر چالاک نہ بن۔
- تُو مال کما، مگر حریص نہ بن۔
- تُو بزرگوں اور ماں باپ کی رضامندی کا طالب رہ اور ان کی فرمانبرداری کر۔

علم کے آداب

☆ علم کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔
☆ کوئی بھی علم بڑا چھوٹا نہیں ہوتا۔
☆ علم کے حصول کے لئے شوق بہت ضروری ہے۔
☆ علم ایک ایسا خزانہ ہے جس کو فنا نہیں۔
☆ زندگی کا ہر لمحہ علم کے حصول کے لئے سرگرداں رکھیں۔
☆ علم حاصل کرنے کے لئے محنت شرط ہے۔
☆ علم کے لئے مطالعہ کی عادت بہت ضروری ہے۔

معلومات

آج ہم آپ کو ایک پرندے کے بارہ میں بتاتے ہیں۔ جس کا نام کبوتر ہے۔ کبوتر ایک ذہین پرندہ ہے اور ذہین پرندہ اس لیے ہے کہ کبوتر ایک لمبے عرصے تک مختلف مقامات کو یاد رکھ سکتا ہے کبوتر کو اگر اس کے گھر سے کئی میل کے فاصلے پر سے چھوڑ دیا جائے تو یہ اڑ کر اپنے گھر واپس پہنچ جاتا ہے اور بچو آپ کو پتہ ہے کہ کبوتر کی سننے اور دیکھنے کی صلاحیت انسان سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کبوتر ایک گھنٹے میں ۶۰ سے ۹۰ میل کے فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ آج کل تو ہم پیغام بھیجنے کے لیے موبائل اور ای میل کا استعمال کرتے ہیں لیکن پہلے ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب کبوتر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

اعلانات

محترمہ نیر افشاں صاحبہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے عرفان احمد ٹھاکر صاحب مربیّ سلسلہ فرانس کو ۲۳ مئی ۲۰۲۴ کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اسکا نام ثمیرہ عرفان رکھا ہے اور بچی وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور جماعت کے لئے مفید اور بابرکت وجود ہو۔ آمین

محترمہ عائشہ اکبر صاحبہ اور بلال اکبر صاحب مربی سلسلہ فرانس کو ۱۰ جون ۲۰۲۴ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اسکا نام تحمیدہ اکبر عنایت فرمایا ہے۔ اور بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ حماد احمد اور نور الدین کی پیاری بہن کیلئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور خادمۂ دین بنائے۔ آمین

ایک احمدی بچی کی دعا

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے
مری زندگی پاک و طیب بنا دے
مجھے دین و دنیا کی خوبی عطا کر
ہر اِک درد اور دکھ سے مجھ کو شفا دے
زباں پر مری جھوٹ آئے نہ ہرگز
کچھ ایسا سبق راستی کا پڑھا دے
گناہوں سے نفرت بدی سے عداوت
ہمیشہ رہیں دل میں اچھے ارادے
ہر اک کی کروں خدمت اور خیر خواہی
جو دیکھے وہ خوش ہو کے مجھ کو دُعا دے
بڑوں کا اَدب اور چھوٹوں سے شفقت
سَراسَر محبت کی پُتلی بنا دے
بنوں نیک اور دوسروں کو بناؤں
مجھے دین کا عِلم اتنا سکھا دے
خوشی تیری ہو جائے مقصود اپنا
کچھ ایسی لگن دِل میں اپنی لگا دے
غنا دے سخا دے حیا دے وفا دے
ہدیٰ دے تقیٰ دے لقا دے رضا دے
مِرا نام ابّا نے رکھا ہے مریم
خدایا تُو صدّیقہ مجھ کو بنا دے

بخارِ دل
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک رویا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر 1: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

- ہر بڑا فرد جماعت ۲۰۰ دفعہ روزانہ پڑھے
- ۱۵ سے ۲۵ سال کے ممبران جماعت (کم از کم) سو دفعہ روزانہ پڑھیں
- بچے (کم از کم) ۳۳ دفعہ روزانہ پڑھیں
- چھوٹی عمر کے بچے تین چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)

۱۰۰ دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

۱۰۰ دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر بھی ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورد اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ اگست ۲۰۲۴ء)